اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

یہہ ایک رسالہ ہے
جسکو بفرمایش بعض احباب۔ فصیح اللسان جناب مولوی حاجی ناظم حسین صاحب علوی کاکوری
سررشتہ دار صوبہ داری ورنگل متعلقہ ریاست حیدرآباد دکن نے تحریر کیا ہے



سے ناظرین ملاحظہ فرمائیں اور مولف کو دعاء خیر سے یاد

مطبع نامی فخر نظامی واقع
حیدرآباد دکن میں بحسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لائق وہ ذات پاک واحد واجب الوجود ہے جسنے صرف بغرض معرفت ذات خود تمام عالم کو خلعت وجود عنایت فرمایا۔ جس سے نہ صرف وجود عالم معدوم کا ظاہر ہوا بلکہ بحکم کُلُّ شَیۡءٍ یُعۡرَفُ بِاَضۡدَادِھَا۔ خود عدم موجود بلفظ عدم موسوم ہوا۔ سبحان اللہ کیا وسیع دائرہ ہے ذات وجود مطلق کا جو مبرا ہے جہات ستہ اور تحدی سے جسنے اس دائرہ کو زیر نگاہ رکھا ہے وہ فی الحقیقت گویا مظاہر ہے۔ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست۔ اور حق تو یہ ہے کہ دوئی یعنے دوسرے وجود کا بھی وجود ماننا منافی اطلاق وجود مطلق کا ہے کیونکہ وجود وجود ثانیہ کا مستلزم فوق و تقید جہت و تحدی ہے اور ذات الہی متکلمین اور صوفیہ دونوں حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک ان عیوب سے بری مسلم ہو چکی ہے۔ پس اہل انصاف خود توحید اور عین اور غیر کی معرفت اس مقام سے فرما سکتے ہیں۔

مفترق شد آفتاب جا بجا + اندرون روزن ابدانہا + چون نظر بر قرص داری خود یکیست
آنکہ شد محبوس ابدان در شکیست + اور سزاوار اکمل نعت و افضل صلوات وہ حبیب اللہ ہے
جو مظہر اتم جمیع صفاتی اسما حسنے کا ہے حتی کہ اسم ذات کا بھی جسکی خلقت
بمقتضائے اولین حرکت حبی ہوئی جو تعین اول سے موسوم ہوئی۔ اور دوسرے
لفظون مین نور محمدی ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - اور بعد ظہور رحمۃ للعالمین و بالمومنین
رؤف رحیم وغیرہ کا خطاب عنایت ہوا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
اجمعین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین ۃ اما بعد۔
یہ چند سطور جو اس عاجز نے بپاس خاطر چند احباب مکرم و معظم عرض کیے ہین
اس سے نہ یہ غرض ہے کہ ناموری ہو۔ نہ یہ مطلب کہ مین مناظرے کے
اکھاڑے مین خم ٹھوک کر اُترون حقیقت مین کچھ تو بے بضاعتی مانع ہے
اور زیادہ تر کراہت اسوجہ سے ہے کہ بزرگان دین کا قول ہروقت پیش نظر ہے۔
ع فوج لشکرہا سے احوالت بین + ہر یکے با دیگرے در جنگ و کین
در نگر در خویش این جنگ گران + پس چہ مشغولی بجنگ دیگران + اور پھر ارشاد ہوتا ہے۔
بر زمین دیگران خانہ مکن + کار خود کن کار بیگانہ مکن + اور اصل یہ ہے
در دمندان را نباشد فکر غیر + خواہ در مسجد برو خواہی بدیر + سچ ہے

جو شخص اپنے حال مین مبتلا ہے اُسکو اتنی فرصت کہان یہہ تو اُنکا کام ہے جو فکرِ دنیا سے مستغنی ہو رہے ہین۔ اور فکرِ آخرت کیا بلکہ آخرت ہی کو کوئی چیز نہین سمجھتے۔ یا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے جنکو مژدہ مغفرت ذنوب گذشتہ و آئندہ کا دیدیا گیا ہے یا جو نائبین نبی ہین۔ المختصر نہ مین اسکا اہل ہون اور نہ ہو سکتا ہون۔ لیکن بخیال آزردن دوستان جہل است۔ و کفارہ یمین سہل است۔ مین یہ سطور لکھ رہا ہون واللہ ولی التوفیق۔ اسکو کوئی صاحب مناظرہ نہ سمجھین اور نہ کوئی حضرت اپنے کسی رسالہ وغیرہ کا جواب۔ اگر کسی کے کسی خیال کا رد اس مین نکل آئے تو ما قال کو دیکھے من قال سے قطع نظر فرمائے اور تعصب کو دور فرماکر چشم انصاف سے ملاحظہ کرے۔ یہ تو امید نہین ہے کہ جنکے دلون پر اور کانون اور آنکھون پر مہر الٰہی لگی ہوئی ہے اور کلام الٰہی اور احادیث نبوی مین بالمعنی تحریف کے ارتکاب پر دلیری سے اصرار کر رہے ہین وہ کچھ اس سے متاثر ہونگے۔ بلکہ غرض اس سے یہہ ہے کہ شاید بعض سیدھے سادے اَن پڑھ مسلمان حقوق نسوان وغیرہ رسایل کو دیکھکر (جو بالفعل جدید تعلیم کے اُس اثر سے جسکی پیشین گوئی پہلے سے بعض عقلاے اہل اسلام فرما چکے تھے شایع ہو رہے ہین) ڈگمگا نجائین اور سمجھ لین کہ وہ محض ابلہ فریبی اور خدع ہے۔ خصوصًا شرفاء کی وہ عقلمند عورات جنکو

اتنی بھی استعداد ہو کہ ایسے خرف رسالجات حقوق نسوان وغیرہ کو پڑھ یا سمجھ سکتی ہون
اس تحریر کو دیکھکر یہ سمجھین کہ وہ خیر خواہی ع دوستی بنجر دجوِن دشمنی بت کا
مصداق بھی جسپر عمل اُنکے حق مین سم قاتل تھا۔ انکی اصل دوستی اور بھلائی اسی
قدیم طریقہ مین ہے جو باتباع سنت اُنکے بزرگان دین وخاندان نے اُنکے لئے
تجویز فرمایا تھا۔ اور ابتک سیکڑون برس سے چلا آرہا ہے۔ یہ خیالات کہ
عورات مردون کے مساوی المرتبہ ہین مرد اُنکے حاکم نہین ہین۔ یا یہ کہ
چار عورتون تک مردونکو حکم نہین ہے۔ یا ہے تو ہمکو نہونسکی کیا وجہ ہے
یا وہ عورتون کو گھورتے پھرین اور زنا کے مرتکب ہون تو اہل دنیا کے نزدیک
سطحون اور قابل ملامت نہون۔ اور ہم گھر سے نہ نکل سکین کھڑکیون
جھروکون سے بھی نہ جھانک سکین اور اس پر بڑھنے پر فوراً گشتنی اور گردن
زدنی سمجھی جائین صریح ظلم نہین تو کیا ہے۔ ہر عاقل عورت سمجھ سکتی ہے کہ
ایسی مساوات یا آزادی اُسکی عفت اُسکی عافیت دنیوی اُسکی معاشرت
مین جو اُسکو عمر بھر اپنے شوہر کے ساتھ کرنی ہے کسقدر مضر ہے۔
عورت کی عفت اور عزت مین صرف اسیوجہ سے کہ ارتکاب فعل زنا کا ہو
فرق نہین آتا۔ ممکن ہے کہ کچھ عورات اس سے بچ جائین لیکن

اتہام سے بچنا اُنکے امکان مین نہین ہے جو زبان سے خلایق کے متعلق ہے
جسکو کوئی بھی نہین بند کر سکتا - خصوصًا اس عہد مین کہ حد قذف ہی جاری
ہے نہ حد زنا - قصۂ افک عایشہ صدیقہؓ اور بہتان عظیم مریم علیہما السلام کو یاد رکھیں
کہ جب اس سے نہین بچ سکین جنکی گواہی خدا نے دی تو دوسری کوئی عورت کیا چیز
ہے - کیا یہہ ممکن نہین ہے کہ کوئی مرد خود ہی فریفتہ ہوا اور عورت ہاتھ نہ چڑھے
تو اُسکی عزت اور عفت کھونے کے لئے یون ہی اتہام کر بیٹھے کچھ جھوٹ لگا دے
یا کسی موقع پر قابو پاکر دست درازی کرے - یا غصہ مین آکر ناک کاٹ لے یا اور
کوئی حملہ کرے - جیسا کہ اکثر باہر نکلنے والیون کے نسبت دیکھا جاتا ہی - وہ خواہ
انکی بدکاری کا نتیجہ ہو کہ چند مردونسے تعلقات پیدا کئے تھے - خواہ انکار کا جو سبب
عفت اپنے شوہر کے سوا دوسرے سے راضی نہین ہوئی - اور عاشق صاحب
طیش مین آگئے - یہہ کہنے کی بات ہے کہ ایسا موقع کیون دیا جائے کوئی محرم
مرد یا خدمتگار ساتھ رہیگا -

تجربہ اسکا شاہد ہے کہ ہر امر جسکی ممانعت قطعی ہو اُسمین تھوڑی سی اجازت یا اُسکو
دیکھکر کسی معظم یا بزرگ کا ٹال جانا آیندہ اُس برے کام کی ترقی اور رفتہ رفتہ
ضرر سے متجاوز ہونیکا باعث ہوتا ہے اس تجربہ کے رو سے یہہ خیال کبھی غلط

نہین ہوسکتا کہ جب ہوا خوری کے لئے شوہر گاڑی پر سوار کرکے لیجایا کرین تو بیگم صاحبہ شوہر کے بھائیون کے ساتھ جو پھوپی یا چچازاد یا ماموں یا خالہ زاد یا اپنے ایسے ان ہی بھائیون کے ساتھ بھی ہوا کھانے نکلنے پر دلیر ہو جائینگے - اور پہلو بہ پہلو ملکر گاڑی مین تنہا بیٹھنے سے جو اندیشہ ناک خطرے ہین وہ ضرور باعث بدگمانی شوہر اور دوسرے دیکھنے والون کے ہونگی جسکا نتیجہ بفرض محال کوئی بدفعلی نہو تو دوست دشمن کو بدگمانی اور اتہام کا موقع تو ضرور ملیگا - اور اس دھبہ کا چھوڑانا عورات کو اپنے دامن عفت سے اور مرد کو اپنی آبرو اور عزت سے ممکن نہین - علی ہذا خدمتگار اور عزیز کا ہمراہ لیکر سامان ضروری کے خرید کو نکلنا بھی رفتہ رفتہ اس حد تک پہونچیگا کہ میلے ٹھیلے مین بھی پھرنیکی جرءت ہوگی - اور جب گھر سے پانون باہر نکلے اور بازارونکا راستہ دیکھ لیا تو یہہ جرءت کہ بعض وقت کوئی ساتھی نہوا خود ہی نکل کھڑے ہوئین کچھ بعید نہین - اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ ان عقلمند بیبیون سے جو اپنی لڑکیون کو خود حفاظت سے پالتی ہین سیدھی ہوکر سینہ اٹھاکر گھرون کے صحن مین اپنے محرم بھائی اور بھتیجون مین چلنا اور بغیر دوہرے آنچل کے دوپٹونکا اوڑھنا اور چار آنکھین

کر سکے خصوصًا اپنے محرم مردون سے بھی باتین کرنی کسیطرح کسیوقت جائز
نہین رکھتین پوشیدہ نہین ہے۔ چونکہ وہ خود اُسی جنس سے ہوتی
ہین لہذا اپنی جنس نسوان کی رگ رگ سے واقف ہین اور جو فتنے اور
جوش مردونکی مخالطت و تنہائی مین بیٹھنے سے یا اِن بیحیائیون کے
اطوار اور عادت کے اختیار کرنے سے پیدا ہوتے ہین یا آیندہ اُنکے
پیدا ہونیکا اندیشہ ہے سب جانتی ہین۔ اور پردہ اور حیا اور ادب اور اپنے محرم
مردون سے جنکے سامنے آنا چاہیے اُنکی سامنے چلنے پھرنے گفتگو وغیرہ کی تعلیم فرماتی
ہین۔ اور معہذا چاہے کوئی مرد کیون نہو تنہائی مین اُسکے پاس جوان لڑکی
کا یعنی جسکی عمر بارہ برس کی بھی ہو جانا یا بیٹھنا روا نہین رکھتین۔
یہہ سب تعلیم مادری شرفا کے ہان رائج ہے۔ اسمین کچھ مردون کے تشدد
اور تاکید کی ضرورت نہین ہے آخر یہہ سب کیون ہے اسپر بھی کچھ ہٹ دھرم یہی
کہے جائینگے کہ مردون نے ظلم کیا ہے۔ عورتون کو قیدی بنا رکھا ہے
بھلا کسی شریف کی بیوی سے کوئی کہے تو کہ اپنی جوان لڑکی کو فلانے کے ساتھ
جو اُسکا عزیز ہے گاڑی پر سوار کر کے ہوا خوری کو روز بھیجدیا کرو یا تنہا ہی گھی
پر سوار کر کے بھیجا کرو دیکھئے کیا جواب دیتی ہے یقین تو ہے کہ مُنہ مین

سیکھنے والے کوئی ہی نکالے گی - اس سے زیادہ میں لکھنا فضول
سمجھتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم شریفوں کے ہاں خود ہی اپنی
لڑکیوں کو حیا اور پردہ اور عفت کی تعلیم میں عورتیں مردوں سے زیادہ سمجھ
ہیں اور وہ اسی کو اچھا سمجھتی ہیں - اور حقیقت میں اُنکی سمجھ درست ہے
اور یہی تعلیم عفت اور عصمت تعلیم شرافت ہے جب شرفا کی لڑکیوں کا
دیدہ دلیر ہونا یعنی اپنے محرم مردوں سے بھی چار آنکھ کرکے باتیں
کرنا معیوب اور سخت معیوب سمجھا گیا ہے تو باہر نکلنا اور سودا سلف بازار
میں خریدنا اور غیر مردوں کو دیکھنا اور اپنے قد و قامت لاغری فربہی یا
بعض اعضا کو دکھانا معیوب اور فحش کیونکر ہو سکتا ہے اگر ایسی حالت میں کہ
مرد کیا نہیں کرتا - آپ جیسے تعلیم یافتہ بھائیوں کو جو تنہا ان شرفا میں
پیدا ہوتے ہیں اور جو تقلید اہل یورپ سے انکے خلاف عمل چاہتے ہیں بہتر
پیشتر ہی والدہ - دادی - نانی یعنی بڑی بوڑھیوں سے مشورہ کر لینا چاہیے
تھا اور اس مصلحت کو پوچھ لینا تھا کہ لڑکیوں کی تعلیم میں اسقدر سختی
کیوں ہے کہ آپ بزرگ عورتوں نے گوارا کی ہے جو ہم مردوں نے
لڑکیوں کے لئے نہیں جائز رکھی - اسکے بعد اپنی رائے بیان کرتے

تو پھر اسکے جواب مین جو کچھ حرکت ہوتی وہ ہوتی - میرا خیال یہہ ہے
کہ شریف اور سن رسیدہ اور عقلمند عورتین جنہون نے دنیا دیکھی ہے
اور تجربہ کیا ہے وہ کبھی ایسے دام فریب مین نہین آوینگی - لیکن
البتہ وہ عورتین جنکو حسن اور شباب اور زینت زیور و لباس
خودنمائی پر اُبھار رہا ہے اُنکو ایسے رسالے اور ایسے مضامین
اُنکے شوہرون کی جدید تعلیم کے خیالات یا جہل اور یورپین تقلید
شاید خسرۃ الدنیا و الآخرۃ کردے میری تو یہہ دعا ہے کہ خدا شریف
مرد و عورت کو ایسے اعمال سے بچائے آمین یا مجیب الدعوات -

قرآن مجید اور اُسکی تعلیم

قبل اسکے کہ مین کسیکے جدید ایسے خیال کے مقابل مین جو تعلیم جدید یا یورپین تقلید
کے اثر سے پیدا ہوا ہے اپنا خیال بمطابقت حکم خدا و رسول ظاہر کرون مجھے
اپنے مسلمان بھائیون کی خدمت مین اس گذارش کو پیش کرنا ضروری
معلوم ہوا کہ مین قرآن معظم اور اُسکی حفاظت و تعلیم کا ذکر بھی سنا دون جس سے
اُنکو اُسکی عظمت اور صحت پر کامل اعتقاد کے ساتھ استقامت رہے - قدم کو
لغزش جو وساوس شیطانی سے (جسکا ایک ضمیمہ یہہ رسالے اور مضامین

جدید الشیوع بھی ہین کہ نہ واقع ہوے یہہ تو ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ
قران مجید بھی مثل دیگر کتب سماوی توریت و انجیل و زبور وغیرہ منزل
من اللہ ہے - جیسے وہ کتابین دیگر انبیاء علیہم السلام پہ خدا کی طرف
سے نازل ہوئی تھین اسیطرح یہہ افضل الکتب یعنے قران پاک
افضل الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوا - اگرچہ بعض معتزلہ اور
سر سید احمد خان صاحب نے اپنی تفسیر اور نیز بعض پرچہ ہائے تہذیب
الاخلاق وغیرہ مین اس مین بھی بے ادبانہ بحث کی جسکا نتیجہ گو لندن
سے خطاب سی - ایس - ائی وغیرہ ہوا ہو لیکن علماء اسلام کے اجلاس
سے قد کفر سے مخاطب ہوئے - مجھے اسوقت بحث تنزل کا چھیڑنا
منظور نہین ہے نہ طوالت کلام بلکہ جو عام اہل اسلام کے عقاید
ہین اسکو کافی سمجھکر اس بحث کو یون ہی چھوڑتا ہون - عام عقاید تو یہی
ہین کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کے طرف سے نازل ہوا ہے
چند چند آیات کے طور پر - اور یہہ نزول بواسطہ جبرئیل علیہ السلام قلب پر تھا
نہ کسی مکتوبی طور وغیرہ پر اگرچہ نزول آیات قرآنی اپنے اپنے وقت پر ہوئی جسکی
صراحت شان نزول کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے - لیکن یہہ ترتیب

موجودہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی مین بواسطہ جبریل علیہ
السلام ہوئے لہذا یہہ ترتیب توقیفی ہے اور موافق ہے اسی ترکیب کی جو لوح محفوظ
ہے جسکی شہادت آیہ کریمہ بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ سے ہی
یہہ نسخہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
پاس تھا۔ جسکو حضرت ذی النورین نے لیکر اسکے مطابق نقول کراکے شایع کیا
یہہ جو عوام کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع قرآن مشہور ہین اسکی
اصلیت یہہ ہی اور بس کذا فی تفریح الاذکیا۔ چنانچہ خود خدا کا ارشاد اس کا
شاہد ہے فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ لیکن اور کتب سماوی مین
اسقدر تحریف ہوئی ہے کہ گویا مسخ ہوگئین اور منجملہ دیگر بے انتہا فضایل کے
ایک بہت بڑی فضیلت اس کتاب مجید مین یہہ ہے کہ خداوند عالم نے اسکو
ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھا ہے۔ اور خود اسکی حفاظت کا ضامن ہوا ہے
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اب کسی مسلمان کا
یہہ عقیدہ تو ہو نہین سکتا کہ خدا جس چیز کی خود حفاظت فرمائے اسمین
کسی کو دسترس تحریف کا ہو سکے۔ مثل مشہور ہے جسکو اللہ رکھے اسکو کون
چکھے لہذا خدا نے اپنے مسلمان بندون کو یہہ توفیق عطا فرمائے

کروڑوں ہی حفاظ اٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے از ابتدا تا انتہا نقطہ نقطہ حفظ کر ڈالا جس سے کبھی مجال نہیں رہی کہ ایک لفظ کم و بیش کر دے سکے۔ یا بدل دے۔ یا اعراب یعنے زیر و زبر وغیرہ میں فرق کر دے چونکہ عربی عبارت میں اعراب سے معانی اور مطالب بدل جاتے تھے اسلئے علمائے اہل اسلام کو اسکی بھی توفیق دیگئی کہ انہوں نے ترجمے اور تفاسیر کے ذریعہ سے لغات کو حل کیا۔ اور تمام قواعد صرف و نحو کی رو سے اسکی مجال بھی باقی نہیں رکھی کہ کوئی شخص تبدیل اعراب کر سکے جس سے معانی اور مطالب اصلی میں کوئی تصرف ہو سکے۔ اور بجانب اللہ جو حفاظت معانی اور مطالب اصلی کی دوسرے طریق ہوئی وہ یہ ہے کہ حکم ہوا یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ ۔ یعنی اے رسول جو کچھ ہمنے تجھپر نازل کیا ہے پہونچا دے۔ اسکی تعمیل میں تبلیغ رسالت اور تعلیم امت شروع ہوئی۔ اور مومنین کو حکم ہوا۔ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ یعنی جو چیز تمکو رسول دے اُسے لے لو اور جس چیز سے تمکو منع کرے اُس سے بچو۔ اور پھر دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْ

یعنی البتہ اللہ نے بڑا احسان کیا مومنوں پر کہ انہیں ایک نبی اٹھا کھڑا
کیا وہ نبی کیسا ہے کہ پڑھتا ہے اُنپر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انکو
اور تعلیم کرتا ہے کتاب و حکمت کی۔ اب یہہ اس موقع پر دیکھ لینا چاہیئے
کہ کتاب تو یہی کتاب اللہ ہے لیکن حکمت کیا چیز ہے۔ اصل یہہ ہے کہ
حکمت وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکات بیان فرمائے اور اُنکا
طریق عمل خود کر کے دکھا دیا اور متعلمین سے جن سے میری مراد گروہ صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے اُسیطرح تعمیل کروائی۔ اس موقع پر
اگر کوئی یہہ شبہہ پیش کرے کہ کتاب کیا حکمت سے خالی تھی تو جواب اُسکا یہہ ہے
کہ کتاب مجید کا ہر حرف حکمت سے بھرا ہے۔ جسطرح ایک چھوٹے سے تخم میں
بڑے بڑے درخت املی وغیرہ کے مع شاخ اور پھول اور برگ و ثمر سب موجود
ہیں لیکن دکھائی نہیں دیتے لہذا سمجھانے کے لئے ضرور ہے کہ انکو بوکر
دکھا دیا جائے۔ یا یہہ کہ علم طب کے کتب میں تمام خواص و افعال ادویہ
و شناخت امراض اور علاج معالجہ غرض سب موجود ہیں لیکن بغیر اُستاد کے
بتلائے کیا کامل طور پر آسکتے ہیں لہذا طریقہ تعلیم یہی رکھا گیا ہے کہ
اُستاد سے پڑھتے ہیں اور اُسکو حکیم اور وہ قولاً اور فعلاً جو کچھ بتلاتا ہے اُسکو

حکمت کہتے ہین - اُسکے بعد وہ اُستاد اپنے سامنے مطلب کراتا ہے اور خود نگران رہتا ہے لغزش پر ٹوکتا ہے اصلاح کرتا ہے - اسی طرح ایک مدت تک اُنکے حالات پر نگرانی کرنیکے بعد اُنکو سند دیتا ہے - تب کہین وہ مستند شاگرد ہوتا ہے - اس موقع پر خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ خداوند عالم نے اسیطرح قرآن معظم کی تعلیم ہمکو دلوائی جس سے پوری تعمیل احکام بھی ہوا اور اُسکے مسلمان بندون کو پوری سعادت بھی ملے - اور اپنا وعدہ حفاظت بھی پورا ہو کہ معانی اور مطالب مین وساوس شیطانی سے تحریف اور نیز تعمیل احکام مین فرق نہ آئے - اسی تعلیم و بیان حکم کا نام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کو پہونچی اصطلاح شرع مین حدیث ہے اور موضوع اس معظم علم حدیث کا یہی ہے یعنی اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تقریر - اس لفظ کا مفہوم اصطلاح محدثین مین وہ افعال ہین جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بلا اجازت کسی ضرورت کے وقت کرلئے - اور جب خود بدولت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا منع نہین فرمایا - اسی کو اصطلاح فقہا مین مباح کہا گیا ہے - جسکا ارتکاب جائز رکھا گیا - کیونکہ ایسے امور منہی عنہ مین داخل نہین ہوسکتے ہمارا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے

درمیان مین برزخ ہین - انپر غیر معروف اور غیر منکر کا اطلاق ہوتا ہے
جہان کہین فقہ مین یجوز اور یباح کا لفظ آیا ہے اُسکے معنی عموماً
یہی ہین کہ عند الضرورت - اس تعلیم کی خیر و برکت یہہ ہوئی کہ اس امت کو
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کا خطاب ملا اور سند خود بارگاہ خدائی سے
عنایت ہوئی - اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا -
اگرچہ پہلے ہی ارشاد ہو چکا تھا کہ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ لیکن یہہ
آخر آیہ یعنی الیوم اکملت الخ جو حجۃ الوداع مین عرفہ کے روز نازل ہوئی
صاف شاہد ہے کہ دین اسلام وہی دین ہے جو بعد تعلیم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مختار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھا - اور یہی دین عند اللہ
مقبول ہے - اسکے سوا کوئی دوسرا دین قبول نہ کیا جائیگا - جب
یہہ سب مرحلے پہلے ہی طے ہو چکے تو اس امر پر ہم مسلمانون کو پوری
استقامت فرض اتم ہے کہ قرآن مجید کو نہ کسی جدید معانی کی ضرورت
اب باقی ہے اور نہ دین اسلام مین کسی جدید تعلیم کی گنجایش - اور احتیاج

میرے اس دعوی پر حدیث قرطاس کے وہ الفاظ جو جناب عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کے زبان سے نکل گئے تھے حسبنا کتاب اللہ
شاہد ہیں۔ بیشک جناب موصوف باور کر چکا ہے کہ جب اس طور پر
تعلیم قرآن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو چکی تھی اور نیز
سند بھی مل چکی تھی تو حسبنا کتاب اللہ کا قول کافی اور وافی

قرآنی تعلیم کی تحقیقات

اب یہ امر قابل یاد رکھنے کے ہے کہ عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد جو خیر القرون تھا قرون ثلثہ میں آئندہ نسلوں کے لئے اسکی ضرورت تھی کہ
ان تعلیمات کو قایم رکھا جائے تاکہ وہ وعدہ الٰہی اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْن
کا تا قیامِ قیامت قایم رہے اسلئے منجانب اللہ ایک ولولہ پیدا کر دیا گیا
بعض افراد اہل اسلام میں کہ اُسی کامل تعلیم کو جن کا حامل گروہ کثیر صحابہ
اور اہلبیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و رضوان اللہ علیہم اجمعین تھا تحقیقات
کامل کے بعد جمع کر دیا جائے جس سے ہمیشہ کے لئے اہل اسلام کو صراط
مستقیم پر استقامت رہے۔ اس تحقیقات کے تین طریقے اختیار کئے
گئے تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ اگرچہ دونوں طریقے یعنی اول و دوم

کی بنا بھی قرآن اور حدیث ہے۔ لیکن علم حدیث آخر میں مدون ہوا ہے
لہذا وہ آخر میں لکھا گیا۔ اس سے پیشتر یہ تمام علم فقط زبانی اور پاک
سینوں میں صحابہ اور اہلبیت کے تھا رضوان اللہ علیہم اجمعین
مفسرین میں بعض صحابہ اور اہلبیت اطہر بھی شریک تھے مثل جناب
عبداللہ بن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہما
وغیرہ کے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس ہی ہیں جنکو حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے۔ اللھم فقھہ فی الدین جسکی برکت سے
انکی ذات جامع اکثر کمالات ہوئی اسپر سونے میں سہاگہ تعلیم اور صحبت
سیدنا و مولانا و مولائی ثقلین باب مدینۃ العلم جامع جمیع فضائل صحابہؓ
افضل اہلبیت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علی کل غالب زوج بتول الزہرا
سلام اللہ علیہا جناب علی المرتضی کی ہوئی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ و
عن سائر الصحابۃ۔ غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما مفسر بھی ہیں اور فقیہ
بھی۔ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی بھی۔ دیگر حضرات
صحابہ و تابعین و علماء اہل اسلام کو بھی خداوند عالم جلشانہ نے یہ توفیق
دی کہ انہوں نے تفسیر اور فقہ و علم حدیث کو اس تحقیقات کے ساتھ

مدون کیا کہ لغات اور اصول علم فقہ اور اصول علم حدیث اور علم الرجال وغیرہ وغیرہ جن علوم کی جسوقت ضرورت ہوتی گئی مدون فرماتے گئے اور انمین نہایت باریک باریک باتون پر بحث کرتے گئے جس مین کوئی اُنکی غرض ذاتی نہ تھی۔ بلکہ صراط مستقیم کا پیدا کرنا جسکا پتہ مقصود جو اُس تعلیم نبوی کا نتیجہ تھا جسکی سند آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم سے الخ۔ مل چکی تھی جن باریکیون اور احتیاط سے یہہ تحقیقاتیں فرمائی گئی ہین وہ اگر مفصل طور پر مین لکھون تو وہ خود ایک ضخیم جلد ہو جائے لہذا مین اسکو صرف اسیقدر لکھکر چھوڑتا ہون کہ جسنے اس دریا کی غواصی کی ہے وہ بے محابا کہہ سکتا ہے کہ مزہبی بران مقصور نیست اور منصفین جمیع ادیان اور ملل کا بھی یہی قول ہے کہ کسی دین مین یہہ تحقیقات نہین ہوئی جیسے کہ اسلام مین۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء عبادات اور معاملات جس چیز کو دیکھئے کسی جزیہ پر خیال دوڑائیے انتہا درجہ کی تکمیل کے ساتھہ کتب وغیرہ اسلام مین آپ پائینگا غرض علماء اسلام نے اُس تعلیم کی تلاش اور تحقیقات اور حفاظت مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ اسی تلاش مین عمر بھر رہے گھر چھوڑا بال بچے چھوڑے

دنیوی کاروبار سب چھوڑ کے جب ایک فرد کثیر نے اس تلاش اور
تحقیقات کے لئے اپنے آپ کو خاص کر لیا۔ اور کئی صدی تک یہی کاروبار
جاری رہا۔ تو اب کیا اُس سے زیادہ کوئی کر سکتا ہے خصوصاً اس زمانے
لوگ نہیں کوئی مادہ علمی نہیں کوئی ذریعہ تحقیقات نہیں۔ اور جس
جس کی تحقیقات اب کرنا چاہتے ہیں اُسکو تیرہ سو برس گذر گئے
حالانکہ یہ مسلم ہے کہ ہر چیز کی تحقیقات کے لئے قرب زمانی ضرور
ہوتا ہے جو کچھ قرون ثلثہ میں تحقیقات ہو چکی ہے اُس سے زیادہ اب
تحقیق قول یا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی یا فرق تابعین کی جنکو تعلیم بواسطہ صحابہ پہونچی تھی ممکن نہیں
اور مدعی اسکا حماقت میں گرفتار سمجھا جائیگا۔ کیونکہ تحقیق کا مادہ سوائے کتب
مدونہ کے ہو نہیں سکتا۔ اب رہا یہ خیال کہ ہمکو کتب مدونہ تفسیر اور
فقہ اور حدیث کی ضرورت نہیں ہے ہم خود تفسیر لکھ سکتے ہیں اپنی رائے
سے معانی قرآن مجید میں اجتہاد اور مسائل کا استخراج کر سکتے ہیں
یہ خیال اگر کسی عالم کا ہے تو وہ جاہل ہے۔ اور اگر کسی جاہل علم دین کا
تو ایسے حمق میں گرفتار ہے جسے مجنون یا پاگل سمجھ لینا چاہیئے۔ یہ مذہب

ایسی چیز نہین ہے کہ جسمین اسقدر آزادی دیگئی ہو۔ تمام دنیا کے
ادیان و ملل کو دیکھ لیجیے۔ خصوصاً جس مذہب مین یہہ دعوی کیا جاے
کہ بروے کتاب آسمانی قایم ہوا ہے۔ کیونکہ کوئی کتاب آسمانی ایسی
نہین ہے جو بغیر نبی کے آئی ہو اور یونہی خود بخود آسمان سے گر پڑی ہو
بلکہ ہر کتاب کے ساتھہ نبی بھی بھیجا گیا ہے۔ جسکو دوسرے الفاظ مین
ہادی اور معلم بھی کہ سکتے ہین۔ جسکی غرض یہہ ہے کہ مَا آتٰکُمُ الرَّسُولُ
فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ
مذہب صحیح وہی مذہب ہے جو بروے کتاب آسمانی نبی کی تعلیم سے قایم ہوا ہو
نہ یہہ کہ زید نے کتاب آسمانی کو دیکھا اپنی راے کے بموجب اپنا مذہب
قایم کر لیا عمرو نے اپنی راے کے بموجب خالد نے اپنی راے کے بموجب
یہہ مذہب کا بیکھو ہوا۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہوا۔ یا یون کہیے کہ چڑیا خانہ
مین ہر جانور اپنی اپنی بولی بولتا ہے۔ اور پھر ایسا ہی اگر منظور ہوتا
تو اللہ صرف کتاب اوپر سے پھینک دیتا کہ ہر شخص اسکو دیکھکر اپنی
راے پر عمل کر لیگا۔ انبیاء علیہم السلام کا ہر قریہ مین ہر قوم پر اور پھر بلسان
قوم بھیجا گیا ضرور تھا۔ دیکھو قانون کے کسی دفعہ مین مدعی در مدعا علیہ دونو

کے وکلاء بحث کرتے ہیں اور اپنے موکل کے مفید مطلب نکالتے ہیں
یہانتک کہ بعض وقت حاکم فیصلہ کنندہ کو تذبذب ہو جاتا ہے کہ راجح و مرجوح
کا استخراج کیونکر فرمائے۔ لیکن جب کوئی فریق نظیر پیش کر دیتا ہے کہ
ہائی کورٹ میں بجلسہ متفقہ یا بکثرت آراء یہہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ یا پریوی
کونسل میں یہہ منشاء تسلیم ہو چکا ہے تو فریق ثانی کو سکوت ہو جاتا ہے
اور یہہ بھی دیکھو کہ بروئے قاعدہ کلیہ کیا ایک رائے کی وقعت کثرت
آراء کے برابر ہو سکتی ہے۔ عام طور کمیٹیوں میں پنچایتوں کے فیصلوں
میں کیا عملدرآمد ہے جب عام عملدرآمد یہی ہے تو ایسے مذہبی امر میں
جو تیرہ سو برس سے طے ہو کر اختیار کروروں ہی مسلمانوں کا چلا آرہا ہے تو
آپ کیا ہیں آپکا علم کیا۔ اور آپکی رائے کیا جسکو آپ چاہتے ہیں کہ مقبول
کافۂ انام ہو۔ یہہ خیال شیخ چلی کا خیال یا اُس بڑھیا کے خیال سے کم نہیں ہے
جو بموجب قصہ مشہور حضرت یوسف کی خریداری کو چلی تھی۔ ہمارے علماء نے
احتیاط کو ملحوظ فرمائے کہ متفقہ مسائل میں تو خیر لیکن جنمیں اختلاف ہیں العلماء
ہوا ہے اُسمیں کسی ایک رائے کو اختیار کرنیکا حکم نہیں دیا بلکہ اجماع اور
کثرت آراء پر قول مفتی بہ اور مذہب مختار ٹھہرایا۔ لہذا سیدھی راہ یہی ہے

اجماع کے طریقہ پر چلا جاسے اور ہمیشہ قول مفتی بہ اور مذہب مختار کو پیش نظر رکھکر قدم رکھے یہ امر بہت غور کے قابل ہے کہ قران اور حدیث سے کوئی بات جدید نکالکر اُسکو اختیار کر لینا آیا درست ہو سکتا ہے ۔

پہلے اسپر غور درکار ہے کہ قران اور حدیث کے جمع کرنیکے وقت آیا اسکا اہتمام کیا گیا تھا کہ اس آیت اور اس حدیث کا اصل مطلب کیا ہے اور کیا معنی ہین کسیطرح اسکا ثبوت نہین مل سکیگا بلکہ جسقدر ثابت ہوگا وہ اس سے زیادہ نہوگا کہ صرف الفاظ کے صحت کا اہتمام ہوا تھا جو لوگ قران مجید غلط پڑھتے تھے یا جنہون نے غلط الفاظ لکھ رکھے تھے یا بغیر ترتیب موجودہ کے نسخے اُنکے پاس تھے اُنکے نسخون کو اُنسے لے لیا گیا اور یہی موجودہ نسخہ شایع فرمایا گیا اور احادیث مین بھی تمام ائمہ حدیث نے جسقدر التزام اور انتظام فرمایا ہے سب اسی امر مین ہے کہ تصحیح الفاظ حدیث کیا ہین ۔ اور تدوین اس معظم علم کے تیسری صدی سے آغاز ہوئی بس جاننا چاہیے کہ قران اور حدیث اور تفسیر اور فقہ ان چارون مین اول و دوم سے صرف الفاظ کو لے سکتے ہین جسمین یہی قران مجید تو بالفاظ ایک ہی ہے لیکن احادیث مین اس مین بھی اختلاف ہے کچھ رُوات کی وجہ سے اور کچھ دیگر اقسام کے اسقام سے جسکی

تفصیل و اتقان علم حدیث سے مخفی نہیں ہے - باقی رہے سوم و چہارم
اسمیں معانی اور عمل اور ناسخ منسوخ اور تقدیم و تاخیر نزول و ارشاد سے خصوصًا
چہارم میں بحث کر کے صراط مستقیم کو پیدا کیا ہے اور کلیہ سے جزئیات کا استخراج
کیا گیا ہے اور اسکے اصول قائم کئے گئے ہیں اور ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل نے - اسطور پر
اجتہاد فرمایا کہ طریقہ حقہ انسے باہر نہ جا سکا - یعنی جتنی صورتیں معاملات و عبادات
کی ہر طرح سے ہو سکتی تھیں سبکو انکے اجتہاد نے احاطہ فرما لیا - پس انکے بعد
جو گروہ ہوئے اُنہوں نے بھی غور فرما کر جو باتیں پیدا کیں وہ اُس سے باہر نہ تھیں
پھر انکے بعد دوسرے ایسا ہی کرتے گئے اسلئے چاروں مذہب میں اختلافی مسئلہ ہر
ہر جزیہ پر اجماع ہو کے قول مفتی بہ و مذہب مختار قرار پایا - جو اسوقت ہمارے زیر
عمل ہے - اور منکر اجماع کو کافر کہا گیا ہے کیونکہ وہ گرفتار وسوسہ شیطانی ہے اسکو
اُسکے نفس نے یا شیطان نے بیشک اس دھوکے پر لگا دیا ہے کہ انا خیر منہ
یعنی ہم کیوں کسی کے پیچھے چلیں ہم خود امام ہیں ہم خود احادیث نبوی و قرآن مجید سے
مسئلوں کا استخراج کر سکتے ہیں ہم ائمہ مجتہدین اور انکے بعد کے ان علماء سے جنکی
اتفاق سے قول مفتی بہ قرار پایا ہے افضل ہیں - دوسری مشکل یہ ہے کہ اور ونکو بھی

ترغیب دیجاتی ہے کہ تم بھی ہمارے جیسے ہوجاؤ۔
تعجب تو یہہ ہے کہ یہہ لوگ اس وسوسۂ شیطانی کو نہین سمجھتے کہ انکو انکے اس فہم نے
غرور مین لاکر اسفل السافلین مین پہونچا دیا اول اب سمجھنا خود ہی حماقت ہے
کہ ہم اچھے ہین دوم کہان وہ قرب زمان کی تحقیقات و وجوہ صحابہ اور گروہ تابعین
کی کمی یعنی اول ہی صدی سے شروع ہوئی تھی کہان اب تیرہ سو برس
کے بعد کی تحقیق اور کہان اُن ائمہ کا مسلمہ جمہور علم اور فہم اور امانت اور دیانت
اور تقوے کہان یہہ وقت جسمین تمام فسق و فجور شائع ہورہا ہے۔ اور کہان
انکا علم جسکو کوئی تسلیم کر نہین سکتا۔
چہارم کہان ایسے علماء دین کا اجماعی مسئلہ اور قول مفتی بہ کہان ہم ایسے جاہل
اور سراپا فسق و فجور کے خود غرضانہ منفرد رائے۔ علم کا یہہ حال کہ احادیث
مین ناسخ منسوخ متقدم متاخر نہین پہچان سکتے۔
صرف غرض اس ڈھائی اینٹ کی مسجد بنانے سے صرف اسقدر ہے کہ ہم
محقق کہلائین اور لوگ ہمکو امام جانین اور ہمارے خواہشات نفسانی پر
کا موقع ملے اور ائمہ اربعہ کے مسائل اجماعی کو چھوڑ کر ہمارے ہدایت پر تمام لوگ
چلین۔ اس دام فریب مین وہی چند جاہل البتہ آسکتے ہین جنکا نفس ایسا ہی

ہمارا یہ مقصود [illegible] کہ ان باتوں کے جاننے والے کہ منکر اجماع کا کافر ہونا
سمجھتے ہیں اور اس کفر کو اسلام سمجھتے ہیں انکے سمجھ میں اگر کوئی بات ضرور
نہیں پہنچی

اپنے مجرد خیال کو دخل دین میں دیتے ہیں قوله تعالیٰ [illegible] سمجھا [illegible] انکو بیان کرتے ہیں
اس خبط اور خلل دماغ کا علاج فقط [illegible] ہے یہ سمجھ کر [illegible] چاہیے کہ تحقیقات
علماے مذہب اسلام کو کوئی [illegible] کا واقعہ نہیں ہے یا کسی اخبار کی
تنہائی خبر نہیں ہے کہ جس میں تحقیق کی گئی ہو اور کوئی تکذیب اسکی
کرسکے۔ اسطرح جہان دین اور عقل کا اصول ہے [illegible]
جسمیں کچھ بھی دخل [illegible] کی گئی [illegible] نہیں کی لیکن ایسی اور [illegible] عقل
والوں کی کیا مشکل ہے [illegible] یہ بات [illegible] مخصوصاً [illegible]
[illegible] کی بات کو [illegible] اسماء رجال [illegible] کی
تصنیفات [illegible] راویوں کا حال [illegible]
اور تحقیقات ایسی ہیں کہ کوئی دقیقہ تحقیق کا باقی نہیں رکھا گیا
روایت میں اور کیا راویوں کی حالات اسکی ثقہ اور ضعف اور [illegible]
اور بات [illegible] اور سلسلہ منتہی ہوا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
یا صحابہ پر یا خود صحابہ کے افعال اور اعمال کی تصدیق ہوا انکی جستجو میں

بلکہ یا اسکے جو شخص ہمیں نہیں یا ذہن شدہ سکے پاس ہی تجزی ہی جب تک تو اقرار
او حفظ کیوں کہ متعلق ہو ات تک قائل کا دل و قوت سے پیچھے کیا ان میں
بھی اور شہور ولئے گا۔ سکے کہ قرآن اور حدیث سے تطابق ہو۔ اس سے
زیادہ اور کیا تحقیق ہو سکتی ہے۔ یا یہ ہو کہ یہ خیالات جو پیدا ہوتے ہیں
یا توجہل کا اقتضا ہے یا کوئی تحریک ہو گئی ہے۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود کا ذکر آتا ہے جنکی شان میں قرآن مجید میں
وارد ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم مگر پھر بھی اول سے
بھی منکر رہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

مدعیوں کا دعویٰ

مسلمانوں کے طرف داروں سے جو اسپر کچھ وجوہ کہ ہیں حقوق نسوان کے
پانچ حصے کئے ہیں۔ اول یہ ہو کہ کسی قسم کی فضیلت عورتوں پر مردوں کو
جو دلائل عقلی و نقلی پیش کئے جاتے ہیں تو نہیں ایک بھی ایسی قوی دلیل جس سے
جس سے فضیلت ثابت ہو۔ دوم عورتوں کی تعلیم بھی مثل مردوں کے
ہونی چاہیئے۔ مردوں نے تعصب سے انکو موقع تعلیم نہیں دیا۔ سوم
پردہ جو ہند کے مسلمان شرفا کے خاندانوں میں اس وقت رائج ہے نہایت ظلم ہے

اور خلاف حکم خدا اور رسول ہے۔ یہ قطعاً اٹھ جانا چاہئے اگرچہ یہ عورات ابھی یکبارگی اس طرح ازادی پر نہیں آسکتیں جیسے مہذب یوروپین لیڈیاں ہیں لیکن بالفعل شوہروں کے ساتھ پھرنے اور اپنا منھوں کو کھول کر پھرنے کی پردہ خود ان کو نکلنا لازمی ہے۔ اور بازاروں میں کسی محرم مرد یا خادم کے ساتھ سود سلف خرید کرنیکو جانا چاہیئے۔ اور یہی عین حکم خدا اور رسول ہے اور پھر اسمین اسقدر غلو ہے کہ گورنمنٹ سے مدد چاہی جاتی ہے چنانچہ طریق ازدواج میں اگر کوئی شبہ نہو لیکن اسقدر پشم پوشی ہونی چاہیئے کہ دلہن دولہا میں خط و کتابت ہوتی رہے اور تصویرات کے ذریعہ سے ایک دوسرے کی صورت سے مطلع ہو جایا کریں اور دولہا کی ماں بہن وغیرہ کو خاصکر بلا کے دکھا دینا چاہیئے جسمیں وہ دلہن کی صورت و شکل اور تہذیب نشست و برخاست اور سلیقہ سے واقف ہو رہیں تنظیم معاشرت زوجین میں کیونکر ہونا چاہیئے اور انہیں خرافات امور کو اپنی ناقص رائے میں مفید حقوق نسوان سمجھا گیا ہے۔ ماشاءاللہ جتنی رائیں ہیں سب کچھ دل بہلانے کی ترقی ہے۔ الغرض یہ ہے کہ ایسے علم کو ایسا بے تہذیب کر دیا گیا ہے کہ بے ساختہ زبان سے یہ نکل جاتا ہے کہ ایسے شخص پر مسلم کا اطلاق نکرنا چاہیئے۔ نہ قابل جواب ہے نہ لائق خطاب۔

ہم اس بحث کو زیادہ طوالت دینا نہین چاہتے کیونکہ پہلے ہی دوسرے حصہ مین قران مجید اور اسکی تعلیم کی تحقیق کو بیان کر آئے ہین جسکے بعد ان مزخرفات کے تفصیلی جواب کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جب خلاف ان معانی اور مطالب اور عملدرآمد دیرینہ و مسئلہ اجماعی و مسلمہ جمہور کے کوئی بات پیش کیجاسکتی ہو بھی ان اصول کی رو سے جسکو ہم پہلے ہی لکھ آئے ہین قابل وقعت نہین ہو سکتی لیکن شاید یہہ خیال مدعیون کا باقی رہجائے کہ ہمارے دلائل کا کچھ جواب نہو سکا لہذا اسقدر انکے دلایل کی تردید بھی ضروری معلوم ہوئی۔ ان جوابات مین یہہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ جب عقاید ایسے لوگونکے ملحدانہ صاف ظاہر ہو رہے ہین اگرچہ صاف طور پر انکار قران وحدیث وغیرہ کا پیش نہین کر سکتے تو انکو صرف منقولی جوابات پر سکوت نہوگا لہذا عقلی عام و تمام فہم دلائل سے زیادہ جواب دیا گیا ہے

حصہ اول مردون کی فضیلت عورتون پر

اول حصہ مین جو طرفداران مسماۃ کا یہہ خیال قایم ہوا ہے کہ مساوات درجہ مرد اور عورت کی ثابت کیجائے جس سے ہمارے نامہالی حقوق دب نہ سکین اور اسکو انہون نے بحق عورات مفید خیال کیا ہے۔ یہہ انکی پہلی غلطی ہے کیونکہ جب دونو کو اپنی اپنی عمر ایک گھر مین بسر کرنی ہے تو یہہ مساوات

جو رنگ پیدا کرینگی وہ عقلا سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مشاورات کی حالت
مین فرمان برداری اور تعظیم شوہر کیا معنی جسکی خود تر غیب اور تحریص آخری
حصہ مین فرماتے ہین۔ بڑی مشکل تو یہہ ہے کہ رسالہ حقوق نسوان
کے لکھتے وقت حضرت کاتب معلوم نہین کہان تھے۔ شاید انکو یہہ بھی نہین
معلوم ہے کہ ثبوت دعوے مین مدعی کو کیا کرنا چاہیئے۔ جب انہون نے
آخر مین خود ہی شوہر کی فرمانبرداری اور تعظیم کی نصیحت کی گویا جو کچھ اوپر لکھا
سب خرافات ہوگیا۔ اس رسالہ سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مصنف رسالہ
نے فضیلت کس چیز کا نام رکھا ہے۔ مردون کی کس فضیلت کی آپ تردید
کر رہے ہین اور کس فضیلت کے آپ خواہان ہین۔ چہارم مردون کے
فضایل مین جو آٹھ دلایل لکھکر اسکی تردید کی ہے اسمین ایسے جواب
اُنکے کمزور ہین جسکی انتہا نہین کہین تو دیگر حیوانات کا مقابلہ کرنے لگے
اس سلسلہ مسئلہ سے بھی تجاوز کر گئے کہ انسان اشرف المخلوقات تو مسلم
ہوچکا ہے دیگر حیوانات کا اُس سے مقابلہ کیا معنی۔ بحث تو نوع انسان
کے اندر ہے خارج از بحث تقریر عبث ہوگی۔ جب کسی انسانکو پہلوان
اور شجیع اور بہادر کہا جائیگا تو وہ فضیلت اُسکے بمقابلہ اپنے نوع کو بھی حاصل

نہ بمقابلہ فیل اور شیر وغیرہ کے۔ کہین حضرت خدیجہ کبریٰ اور حضرت خاتون جنت
سلام اللہ علیہا کا تذکرہ بمقابلہ کم رتبہ مردوں کے لائے کہین حضرت آدمؑ
کی خلقت کی بحث مین کہہ اٹھے کہ یہودیوں کے قصہ کے سوا قرآن شریف
سے آدم کا پہلے پیدا ہونا ثابت نہین ہوتا۔ اس بھلے آدمی کو یہ بھی
معلوم نہین کہ آدمی کا لفظ خود شاہد ہے کہ جملہ انسان حضرت آدم کے طرف
منسوب ہیں۔ پھر حضرت حوا علیہا السلام کیا آدمی نہ تھین صنف ملائکہ
یا جنہ مین تھین اگر اسکا دعوی ہے تو ثبوت بذمہ مدعی ہے جو یقیناً محال ہے
ان واہیہ حیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف روباہ بازی مین اس بحث
کو اڑانا چاہا ہے۔ اب سنئے۔ فضیلت دو قسم کی ہے۔ ایک کلی۔ دوسری
جزئی۔ فضیلت کلی اصل فضیلت ہے جو مرد کی نوع کو عنایت ہوئی ہے
جسکی شہادت قران مجید سے صاف ثابت ہے۔ آپنے کیسے کہدیا کہ
قران مجید سے پہلے پیدا ہونا حضرت آدم کا ثابت نہین ہوتا۔ اِنّی
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا مقصود کون تھا حضرت آدمؑ
تھے یا حوا علیہا السلام۔ مسجود کل ملائکہ کون ہوئے تھے حضرت آدمؑ
علیہ السلام یا حوا۔ علم اسماء کی تعلیم کسکو ہوئی تھی۔ کسکے مقابلہ مین

ملائیکہ نے اپنا عجز علم ظاہر کیا تھا۔ اس موقع پر آپ جس علمی فضیلت کے خواہان تھے اُسے بھی نوع رجال مین دیکھ لیجیے اور شرف خلقت بیالکے بیالک کو ملا ہے۔ اسکے علاوہ ہم مسلمانون کا بہت بڑا عقیدہ تو یہہ ہے کہ حضور سرور کائنات خیر الخلایق سید المرسلین ہین۔ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم اور آپ ہی مقصود آفرینش تھے جسکی شہادت حدیث قدسی لَوْلَاکَ لَمَا دے رہی ہے اگر آپکا بھی یہی عقیدہ ہے تو سمجھ لیجیے کہ آپ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی نوع رجال مین تھے جو افضل المخلوقات یعنی انسان مین کا ایک وع ہے۔ اور یہہ سب فضائل خداداد ہین اسمین مردونکے تعصب کو دخل نہین۔ اب بھی اوّل خلقت آدم یا فضائل کلی مین مردونکے اگر بحث ہے تو ہو نقلاً کسیطرح قابل قبول نہین ہوسکتی۔ یہہ نوعی فضیلت خداداد جو آدمؑ کو اور نوع رجال کو حوّاؑ اور تمام نوع اناث پر ہے اس مین سے کوئی بھی حضرت حوّا یا دوسری کسی عورت کو میسر نہین ہوئی اگر ہوئی ہی تو بیان فرمائی جاے۔ لیکن اس فضیلت سے یہہ مراد نہین ہے کہ ہر فرد مرد کا ہر فرد عورت سے علی العموم افضل ہے۔ بلکہ صرف صنف مرد کی بحیثیت مرد ہونیکے صنف عورت سے افضل ہی یہہ تو نقلی دلیل ہی افضلیت کی عقلی دلیل لیجیے مرد اور عورت کی جوڑے

کی اصلی علت تخلیق کیا ہے ۔ توسیع نسل ۔ اگر صرف انس اور طلب جیسا کہ
سماۃ والون کا خیال ہے عورت بنائی گئی ہے تو یہ بات دوسرے مرد کے
پیدا ہونے سے بھی آدم علیہ السلام کو میسر ہو سکتی تھی ۔ بلکہ اُس سے زیادہ ہی
ہوتی بمصداق کہ الجنس یمیل الی الجنس پس معلوم ہوا کہ اصل علت
غائی دیگر حیوانات مین مادہ اور انسان مین عورت پیدا کرنے کی توسیع نسل ہی ہے
جسکی شہادت سورہ نساء کی پہلی آیت دیتی ہے ۔ وَبَثَّ مِنْهُمَا
رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً اور دل لگی اور طلب اور رفع
تنہائی وغیرہ وغیرہ ہونا اُسکی تبع مین حاصل ہے نہ غائت اصلی ۔ پس ذرا سے
غور کے بعد یہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اِن دونون کے درمیان جب فعل کا ظہور
ہوتا ہے ضرور ہے کہ اُسکا کوئی فاعل ہوگا اور کوئی منفعل تو اب یہہ
حضرات فرمائین کہ شان فاعلیت کس مین رکھی گئی ہے آیا مرد مین یا
عورت مین ۔ اسکے تسلیم مین کوئی عذر نہین ہو سکتا کہ بیشک شان فاعلیت
کی مرد ہی مین ہے اور عورت مفعول ۔ پس عقلی قاعدہ کے رو سے یانحوی
قاعدہ کے رو سے شان مفعولیت کی تفضیل ثابت ہی نہین ہو سکتی ۔
بلکہ یہان تک تو ہے کہ مفعول کو فضلہ فاعل قرار دیا گیا ہے عُلوِ شان

مفعولیت تو در کنار اب نتیجہ یہہ نکلا کہ مرد فاعل ہے اور عورت مفعول۔ مرد کاشتکار ہے عورت اسکی کشت دیکھو۔ نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ

مرد ابر نیسان قطرہ افشان ہے اور عورت صدف۔ مرد راکب ہے اور عورت مرکب۔ کیونکہ قرآن مجید گواہی دیتا ہے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی عورتوں کے نسبت کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ

اسپر بھی اگر عورت کو کوئی صاحب مرد کی سطح کے برابر لیتا ہین یا اپنا راکب اور فوق سمجھین تو ہمکو کچھہ مطلب نہین ع خیر باشد آنکہ خسپد زیر زن ٭

غرض جبکہ ہر طرح مرد فوق اور عورت تحت ہے تو ضرور ہوا کہ مرد دینے کی چیز ہے اور عورت لینے کی اور ظاہر ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ۔ ید علیا بہ ید سفلی کے مانند۔ اور واقعی یہی ہے کہ علو اور سفل کو یا یون کہیے کہ فاعل اور مفعول کو برابر سمجھنا نہایت ہی بیعقلی کا کام ہے۔ دوم فضیلت جزئی یعنی ذاتی اسمین کسی اپنا پرایا اور منصف کو بحث نہین ہو سکتی۔ کہ یہہ کسی خاص نوع کا حصہ نہین ہے بلکہ یہہ ہر فرد کی ذاتی اوصاف اور فضایل سے متعلق ہے۔ چنانچہ انسان جو اشرف المخلوق بنایا گیا ہے اسکے نسبت عقاید مین یہہ مسئلہ رکھا گیا ہے۔ کہ عوام بشر سے عوام ملائکہ افضل ہین۔ اور خواص بشر خواص ملائکہ

افضل ہیں۔ اسکے علاوہ یہہ قول بھی لکھے سعدی اجل کائنات
باعتبار شرافت انسان است۔ واذل مخلوقات باعتبار نجاست سگ لیکن
حکماء گفتہ اند کہ سگ حق شناس بہ از مردم ناسپاس۔ پھر فرماتے ہین
بہ نطق آدمی بہتر است از دواب دواب از تو بہ گر نگوئی صواب
دیگر حیوانات مین بھی ملاحظہ فرمائے کہ گھوڑا اپنے نوع مین نوع خر یعنی
گدھے سے افضل ہے۔ لیکن ذاتی عیوب جب سے بڑھ گئے کہ سوار
ہی نہین ہونے دیتا اور سوار ہوئے تو پیچھے ہی ہٹا چلا جاتا ہی یا سوار کا
دشمن سے کنوئین خندق مین لیکر جاتا ہے یا موڑ سے پکڑتا ہی وغیرہ وغیرہ
تو اُس سے بہت سے ایسے گدھے فاضل ہونگے کہ جن مین شائستگی
سے یا منزل رسان ہین۔ اسکا نام ذاتی فضیلت ہے۔ اسمین مرد عورت
کی تخصیص نہین ہوسکتی۔ اسی موقع پر کہا گیا ہی ع نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
لیکن جب اس امر کو بنجابہ علوم متعارفہ قرار دو کہ ہر چیز مین کچھ نقصانات بھی قدرت
نے رکھدئے ہین اور اوصاف بھی جیسے کہ خواص وافعال ادویہ کے
کتب طب کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہین۔ مگر حکم نافع وضار اور حار
اور بارد اور رطب و یابس وغیرہ کا صرف کثرت فعل وخاصیت پر

رکھا گیا ہی یعنی جو دو ایکدرجہ حار ہے اور دو تین درجہ بارد اُسکو بارد مانا گیا ہے کہ وصف برودت غالب ہی۔ اسطرح بھی اگر موازنہ کیا جائیگا تو بھی گروہ رجال کو اس ذاتی فضیلت مین بھی زیادہ حصہ ملیگا۔ مجھے اس جواب کو دیکھکر بہت ہنسی آئی کہ شاید اُن انبیاء مین جنکے نام معلوم نہین ہوے ہین عورات بھی نبیہ ہون یہہ کیسے عجز کا جواب ہے۔ مجیب کو اتنا سلیقہ بھی نہین ہے کہ سایل کا سوال تو اُسیقدر علم سے ماخوذ ہے جو معلومات کتب سماوی سے محدود ہے۔ اُسکا جواب مجہولات سے وہ بھی احتمالی کسقدر بار داور ہے۔ جو خلاف شان مناظرہ ہی لطیفہ مساۃ سجاح کو آپ نے نظرا پیش نہین کیا جسکے عہد مین اُسکی امت کو دو وقت یعنی عشا اور فجر کی نماز معاف ہوئی تھی منجملہ اس ذاتی فضیلت کے ایک فضیلت حکمی بھی ہے جو بروے حکم ہر مرد کو اپنی خاص زوجہ پہ ہے بلکہ کسیقدر عام اہل پر یعنی بہنون پر ماؤن پر بھی جنکا تعلق اُس مرد سے ہے جسکے طرف یہہ آیت شریف اشارہ کر رہی ہے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ اس حکمی فضیلت کو معلوم نہین اِن مساۃ والون نے کیا سمجھا ہے دبحقیقت اِسی فضیلت سے مردون کو یہہ دعوی ہوا ہی کہ مرد حاکم ہین عورتون پر

اس بحث مین جن آیتون کو استدلال کے طور پر مردونکی طرف سے
پیش کیا گیا تھا اُنکو اگرچہ تاویلات بیجا اور تحریف بالمعنی سے جو کفر کی حد تک
پہونچگئی ہین اُلٹا گیا ہے لیکن ہم اُنہین آیات کی رو سے صحیح معنی کو دوسری
تمہید سے ثابت کرتے ہین۔ لفظ حاکم کے کیا معنی ہین اور حکومت کے
اقتدارات کیا ہین۔ لفظی معنی حاکم کے حکم دینے والا اور اصطلاح معروف
مین ایسے حکم دینے والے کو کہتے ہین جو بلحاظ محکومین کے آرام اور تکلیف کے
جو مناسب ہو حکم دے۔ اگر وہ بمقتضائے انصاف ہے تو حاکم منصف کہا جائیگا
ورنہ ظالم۔ اور شان محکومیت اسکی مقتضی کی گئی ہے کہ حاکم کے حکم کی تعمیل
کیجائے خواہ طوعاً یعنی برغبت یا کرہاً یعنی بکراہت۔ چنانچہ اسوقت جو حاکم
انگریزی ہیں انکو یہہ اقتدارات حاصل ہین کہ اگر خوش ہون تو ہماری کارگذاری
کے صلہ مین یا محض نوازش سے ترقی فرمائین انعام دین۔ اور اگر
ناخوش ہون تو ہمارے افعال کی سزا مین یا یون ہی کسی شبہہ وغیرہ پر
ہمکو سزا دین۔ سزائین معینہ مین سے سزائے تازیانہ معطلی۔ موقوفی۔
قید وغیرہ جس حد تک اُنکو اقتدار حاکم بالا سے دیا گیا ہے۔ اور یہہ مقتضائے
سیاست اور نظم ملک ہے۔ اگر یہہ اقتدار نہ دیا جاتا تو انتظام مملکت کسی بادشاہ

ممکن نہ تھا پس جسطرح ایک ملک ایک ضلع ایک تحصیل وغیرہ مین ایک ہی حاکم کا کسیقدر اقتدار کے ساتھہ بادشاہ کو قایم کرنا ضرور ہے تاکہ دونو حالتین بیم ورجا کی محکومین پر قایم رہین یعنی امیدون کے ذریعہ سے اچھے کامون کے طرف راغب اور اپنے حاکمون کے راضی رکھنے کی کوشش کرین اور خوف کے وجہہ سے برے کامون سے بچین۔ اسیطرح اللہ جل شانہ نے ہر گھر کا انتظام فرما دیا۔ یعنی ہر گھر مین عورت کو محکوم بنا دیا۔ اور انپر مردون کو حاکم ذی اقتدار یعنی نیک سلوک کرنیکا بھی اقتدار دیا اور اس سے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ اور بحالت نافرمانی و قصور حسب حیثیت قصور سزا کا بھی اقتدار دیا دیکھو حکم فَعِظُوهُنَّ یعنی انکو سمجھاو۔ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ جدا کرو انکو بستر خوابگاہ سے جو منزلہ عطلی ہے۔ وَاضْرِبُوهُنَّ اور انکو مارو اور طلاق کا حکم گویا موقوفی کا ہے اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے۔ وَامْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ۔ روک رکھو انکو گھرون مین یہانتک کہ پالے انکو موت یہہ دایم الحبس کا اقتدار ہے۔ اب سمجھ فرمائیے کہ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ کے معنی یہہ نہین تو کیا ہین اور ان اقتدار کا دیا جانا احکم الحاکمین کے طرف سے

حاکم بنانا نہین تو کیا ہے دیکھئے تفسیر جلالین و عباسی مین اسکی تفسیر
ایکہی مُسَیطرون کے لفظ سے کی گئی ہے۔ اگر اسکے خلاف آپ اب بھی
دونو کو مساوی خیال فرمائینگے تو اُس حکیم علی الاطلاق کی حکمت مین نقص پیدا
ہوگا۔ جو فرماتا ہے کہ زمین اور آسمان مین اگر دو خدا ہوتے تو فساد ہوتا۔
دیکھئے آیت۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ و
پھر آپ ہی ایک گھر مین دونو یعنی مرد کو بھی اور عورت کو بھی مساوات کے
درجہ مین رکھتا۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے تو یہی معنی صاف
لئے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شیخ سعدی کا ترجمہ بھی یہی ہے
یعنی قیام کنندہ در امور و تدبیر کار کنندہ۔ گو الفاظ مین حاکم لفظ نہ لائے
لیکن معنی تو یہی ہین کہ شان فاعلیت جو شان حکومت ہے اس سے ہی
نکلتی ہے۔ اور عورت مین مفعولیت اور محکومیت باقی رہتی ہے۔ پس اُن
رکیکہ تاویلات کا تو خاتمہ ہوگیا جو اس بحث مین وارث حقوق نسوان کے طرف
سے پیش ہوئی تھین۔ اس بحث کو اب اس سے زیادہ طول دینے کی
ضرورت نہین ہے جب خود رسالہ حقوق نسوان کے مصنف صاحب نے
اسکو اپنے آخری حصہ کتاب مین سلسلہ النصائح قبول فرمالیا۔ سچ کہا ہے ع جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

حصہ دوم تعلیم

اس لفظ کے اصلی معنی سکھانیکے ہین ۔ سکھین خواہ کوئی پیشہ و فن ہو
خواہ کوئی دستکاری ہنر وغیرہ ہو اس سے بالتخصیص معنی نوشت و
خواندہی کے لینا صریح نادانی ہے ۔ لیکن بالفعل ہمارے ملک مین
جب اسکولون مین یہی تعلیم جاری ہے تو زیادہ تر اس لفظ کے یہی
معنی لئے جاتے ہین ۔ اور تمام ایسے جدید تعلیم یافتگان اسکول
کا زور اسی پر ہو رہا ہے کہ ترقی تعلیم یعنی نوشت و خواند ہو ۔ یہانتک کہ
کوئی زن و مرد رذیل سے رذیل بھی اس سے خالی نہ ملے ۔ در اصل
یہ بہت بڑی کم فہمی ہے ۔ لیکن وہ کیا کرین انہون نے آنکھ کھولکر یہی دیکھا ہے
بقول شخصے ۔ لیک معذوری ہمین را دیدہ ۔ جب نظام عالم اور اس مسئلہ پر
غور کیا جائے ۔ کہ معاشرتِ انسانی کے لئے کیا کیا چیز اور کس کس قسم کے سامان
درکار ہین تو صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ اسوقت جو کچھ دنیا مین سامان اور صناعت
وغیرہ موجود ہین یا آیندہ موجود ہونگے سب اسی بلا کے پتلے انسان کی معاشرت
کے لئے ہین جسکی شہادت اِنَّ الدُّنیا خُلِقَت لَکُم سے صاف ظاہر ہے
پھر کیا کسی گھر مین کسی گانون مین کسی شہر مین کسی ملک مین ایک ہی

قسم کے ایک ہی فن کے ایک ہی کام کے زن و مرد جو تھے جمع ہوان
فراہم ہو گئے جہاں تو اُس گھر یا گاؤں یا شہر یا ملک کے تمام سامان
معاشرت انسانی کے متعلق جن سے کہ جسکو تھوڑی سی بھی عقل یا
شعور یا تجربہ بھی ہوگا وہ بھی اسکو تسلیم نہیں کرسکتا۔ جو اتنا بھی نہ
سمجھے وہ کسیطرح عاقل تو کہا نہیں جا سکتا البتہ غیر عاقل شاید ایسا کہہ دے
اب اسکو بھی سمجھ لینا ضرور ہے کہ عاقل کا کام کیا ہے۔ عاقل اُسکو کہینگے
جو عدل اور ظلم کے فرق کو سمجھے۔ اور اپنے اپنے موقع و محل اور وقت پر
اُسکا استعمال کرے۔ عدل اُس کا نام ہے کہ جو چیز جس کام کے لیے موضوع
ہوئی ہے اُس سے وہی کام لیا جاوے۔ مثلاً جوتا پاؤں میں پہننے کے لیے
وضع ہوا ہے اسکو ہاتھوں میں پہننا یا سر پر رکھکر چلنا خلاف عدل ہے
اور پاؤں میں پہننا عین عدل۔ اسیطرح ٹوپی جو سر پر رکھنے کے لیے بنائی
گئی ہے اسکو پاؤں سے روندنا ظلم ہے اور سر پر رکھنا عدل۔
کتاب جو مطالعہ سے فیض اُٹھانے کے لیے بنائی گئی ہے خصوصاً کتاب مقدس جسے
کلام الٰہی سمجھا گیا ہے۔ اُس سے دینی احکام کا سبق لیا اور اُسکو خدا کا کلام
سمجھکر تعظیم کرنا یا بوسہ دینا آنکھوں سے لگانا کہ دراصل وہ خدا کی تعظیم ہو۔

عین عدل ہے۔ بجائے اسکے اُس سے استنجا اور مبرز کو پاک کرنا نہایت ظلم ہو۔ دیکھو ابھی قیصرِ ہند ملکہ معظمہ کا حکم تمکو دیا جائے تم فوراً اس لباس سے دربار میں حاضر ہو تو تمکو جاگیر وغیرہ سے سرفراز کیا جائیگا یا اور کوئی حکم ہو اور بجائے اسکے کہ اسکو فخر سمجھکر لو اور تعظیم کرو۔ اور تعمیل کرو۔ تم اُسکو پھاڑکر اُس سے استنجے پاک کرو تو کیا تم باغی طاغی نہ قرار دیے جاؤگے۔ ابھی جنابہ ملکہ معظمہ کی تصویر یعنی بت سے کسی بدمعاش نے بے ادبی کی تھی کیا وہ مجرم نہین قرار دیا گیا اگر ملجاتا تو قرار واقعی سزا نہ پاتا۔ اسکے بعد اب غور طلب یہہ بات ہے کہ عورت جب خاص توالد وتناسل اور مرد کے آرام اور بچون کی پرورش کے لئے جسکو ہم ایک لفظ خانہ داری سے تعبیر کرتے ہین بنائی گئی ہے اور دنیوی امور سے کوئی دوسرا کام اسکے لئے فرض نہین ہوا تو اُسکو صرف اُسقدر تعلیم جسمین وہ خانہ داری کے امور کو تفریق حلال وحرام خوش اخلاقی کے ساتھ جس سے اُسکا شوہر راضی ہو انجام دے سکے۔ اور صاف ستھری اور طاہرہ رہکر اپنے فرایض دینی کو بھی ادا کر سکے۔ کافی ہے۔ جسکے لئے قرآن مجید اور اُسکا ترجمہ اور بعض چھوٹی کتابین مسائل فقہ کی راہ نجات وغیرہ کے سوا تو ترجمہ اردو مالا بد منہ وترجمہ اردو شرح وقایہ وغیرہ پڑھا دینا کافی ہے اگر زیادہ

اس سے ضرورت سمجھی جائے تو امام حجۃ الاسلام کی کیمیائے سعادت کا ترجمہ اکسیر
بھی پڑھا دیجائے۔ ایسی کتابوں کے پڑھنے اور اسپر عمل کرنے سے ضرور کر
بہجملہ ضروریات دینی متعلق عبادات سے وہ واقف ہونگی اور معاملات میں بھی
اخلاق اُنکے درست ہونگے یعنی راستبازی اور عہد و اطاعت شوہری
وغیرہ عمدہ باتوں کی عمدگی اور غیبت اور حسد اور بات قول میں کمی بیشی اور دیگر
بیہودہ اعمال کی بُرائی خوب اُنکے ذہن نشین ہو جائیگی جس سے اُنکی دنیا بھی اچھی ہوسکیگی
کیونکہ اغلب شوہر اُنکے اُنسے راضی رہینگے اور دینی دنیوی فوائد بھی اُنکو پہونچینگے۔ البتہ
تھوڑا سا حساب بھی جس سے ضرورت خانہ داری رفع ہو سکے کہ اپنے ...
رہ جائے اور نہ اپنا کچھ نقصان ہونے پائے سکھانا ضرور ہے۔ اسکے سوا سلیقہ
خانہ داری جسمین سینا پرونا چکن وغیرہ نکالنا یا اور اس قسم کے ہنر اور کھانا پکانا
وغیرہ بھی اُنکو سیکھنا ضرور ہے اسکے برخلاف اُنکو جغرافیہ اور فلسفہ اور طبعیات وغیرہ
پڑھانا اُنکے دین اور دنیا دونوں کا خراب کرنا اور گھر کی برکت اور شرافت کو
یک قلم گویا خیرباد کہنا ہے۔ وجوہ ذیل ملاحظہ ہون۔ اول یہ کہ یہ علوم اُنکے دینی
یا دنیوی فرائض مین کچھ کارآمد نہین ہین۔ اور نہ زیر عمل آسکتے ہین۔ تو
فعل عبث اور باعث تضیع اوقات ہونگے۔ اور ایسے ہی ہو اُنکے

کہا گیا ہے ۔ کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن ۔ دوم جب علم عمل میں نہ آیا تو وہ
اس قول کا مصداق ٹھہریگا ۔ دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفایدہ کردند
یکے آنکہ اندوخت و نخورد ۔ و دیگر آنکہ آموخت و نکرد ۔ علم چندانکہ بیشتر خوانی ۔
چون عمل در تو نیست نادانی ۔ نہ محقق بود نہ دانشمند ۔ چارپائے برو کتابے چند
سوم ان علوم کی لایعنی تحصیل انکو اپنے اصلی فرایض دینی و دنیوی سے باز رکھیگی
تعلیم کی عمر جو لڑکیوں کے لئے بہت ہی تھوڑی سی رکھی گئی ہے اسی فعل عبث میں
گذر جائیگی ۔ آخر کو پشیمانی کے سوا کوئی چارہ نہوگا ۔ اور یہہ کہکر افسوس کرنا
پڑیگا ۔ کیسے آئے تھے کیا ہم کر چلے ۔ تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے ۔ تھوڑا سب
کوئی چیز ۔ شوہر کہتا ہے کہ خانہ داری کا سلیقہ نہیں ۔ ہانڈی کیسی بدمزہ پکتی ہے
بیوی صاحبہ کو یہہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اسمین کیا کسر ہے ۔ توبہ توبہ وہ بھی
شریف کی لڑکی ہے نماز و غسل اور طہارت اور طہر کے مسائل نہیں معلوم
نہ نماز صحیح نہ قرآن صحیح ۔ اسکے سوا بیوی صاحبہ کو کچھہ نہیں آتا کہ فیثا غورث
یہہ کہتا ہے کہ زمین گردش کرتی ہے بطلیموس کے خلاف ہے وہ آسمان
اور اسکے گردش کا قایل ہے ۔ بادل جو گرجتا ہے اور بجلی جو چمکتی ہے سو نہ
رعد ہے نہ برق ہے ابر کے ٹکرانے کی آواز ہے اور شرارہ ۔ نہ خدا کی

عالم قدیم ہمیشہ سے یون ہی چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا کہان کا حساب کہان کی
دوزخ اور بہشت کہان کا عذاب و ثواب۔ مرد عورت کے مساوی حقوق
ہین ہم کیون اطاعت کرین شوہر خود ہماری اطاعت کرے کہ وہ محنت
کے لئے بنایا گیا ہے ہم تو نازنین اور حسین ہین آرام کے لئے بنائے
گئے ہین۔ ہمارے نرم اعضاء نزاکت سے محنت کرنیکے قابل ہی نہین
ہین۔ انکو ہم حاکم کیون سمجھین یہہ تو جورو کے مزدور ہین۔ آخر اس تعلیم کا
نتیجہ یہہ نکلیگا کہ جسطرح ہم اکثر جدید تعلیم یافتہ مردون کو دیکھتے ہین کہ بجائی
اسکے اطاعت خدا اور رسول اور اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی علماء دین
اسلام کی کرین۔ قرآن کی تحریف بالمعنی اور تفسیر بالرائے اور انکار تنزیل
و وجود جبرئیل پر اڑے ہین۔ اور حالت نزول وحی کو معاذ اللہ من ذالک
نقل کفر کفر نباشد مجنونانہ ثر۔ اور تعدد ازواج کے انکار مین یہہ اصرار کہ علماء
دین تو کیا ہین اکثر اجل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مرتکب زنا او
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مستثنی نہین کرتے اور پھر بقول شخصے
پھٹے منہہ ایسی بیحیائی کے۔ اسلام کا بھی نام لیتے ہین۔ یہہ عورتین اسنسے
بڑھکر نکلینگی مسماۃ سجاح کی طرح دعوی پیغمبری کا کرینگی۔ اور انکے جوابسے تعلیم یافتہ

مردون کے گھرون مین کہین طاق وغیرہ پر قران شریف کی کوئی جلد رکھی
ہے یا کسیقدر تلاوت اور نماز روزیکا چرچا ہے۔ اللہ اور رسول کا نام
لیا جاتا ہے اور سب انہین شریف زادیونکی برکت ہے۔ آیندہ یہہ کچھ بھی نہو گا
میز پر تحفہ اور برانڈی کی بوتل ہوگی۔ اور خودبخود اس تعلیم کے نتیجہ کا اثر یہہ ہوگا
کہ ہوا خوری فرض عین سمجھی جائیگی۔ کیسا حرام۔ کیسا حلال۔ کیسی حیا۔ کیسی
عزت۔ شوہر کمترین شوہران سمجھے جائینگے۔ اگرچہ ان مسماۃ کے طرف والون کا
عین منشا یہی ہے۔ لیکن ابھی صاف صاف کہہ نہین سکتے۔ فقط ادمیون کا
خوف یا شرم مانع ہے۔ خدا کو سمیع و بصیر تو کیون ماننے لگے تھے۔ شاید
اُنکے نزدیک اُنکے اس دلی منشا کو کوئی نہین جان سکتا۔ یہہ بھی انکی سخت
نادانی ہے۔ بلکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ اُنکی سمجھ ایسی ہے کہ جیسے مکتب کے
لونڈے کوئی بہانہ اور حیلہ پیش کرتے ہین اور یہہ سمجھتے ہین کہ ہمارے بزرگ
یا اُستاد اسکو حیلہ نہ سمجھینگے۔ اگر اتنی سمجھ اُنکو ہوتی کہ یہہ لوگ سمجھ جائینگے
تو ہرگز ایسا نکرتے۔ ہم اُنسے کہے دیتے ہین کہ ہم تو ایک ذرۂ بیمقدار
علمائے اسلام موجودہ وقت کے سامنے ہین۔ لیکن ہم ہی اُنکے ہر
اشارہ ہر کنایہ سے اُنکا اصلی مطلب سمجھے ہین۔ کیا اُنہین یہہ بھی نہین

معلوم کہ ہندی مشکل ہے - تانت باجی راگ بوجھا - وہ تو اُنہی ہو وقت کی
گتا چکھے ہین - پھر جو شخص ان اقوال سے بحکم کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیہِ
نتیجہ نکالیگا - وہ اسکے سوا کیا نتیجہ نکال سکتا ہے - یہہ ان مسماۃ کے طرف
والونکا عورتون کو مردون کے سطح تک پہونچانا ایسی تعلیم کا دلوانا زنانہ
اسکولونکا سرکار کے طرف سے قایم کروانا - پردہ کے عمدہ مصالح اور
فواید سے قطع نظر کر کے اتہامی معایب قایم اور شریف ہو کر اپنی عورات
کی پردہ دری مین سرکار سے مداخلت کی درخواست کرنا - اور یہہ لکھنا کہ
اگرچہ ابھی اُسدرجہ پر یہہ عورتین نہین آسکتین جسدرجہ پر یورو مین لیڈیان
ہین لیکن بالفعل اِسقدر اصلاح ہونی چاہئیے - الخ - پکار پکار کے صاف
کہتا ہے کہ خاص منشاء انکا یہی ہے اور بس -
اب ہم اُس تعلیم کے طریق کو بیان کرینگے جسکا ہونا عورتون کے لیے ہم اوپر
بیان کر آئے ہین - یہہ تعلیم صرف شرفا کی لڑکیون کے لئے ہے
جو اعلیٰ یا اُس سے ایک درجہ کم طبقہ مین داخل ہین - اس طبقہ کے اُن خاندانون
مین جسمین علم دین کی دولت اسوقت موجود ہے مردونکو یہہ کوشش کرنی
چاہئیے کہ اپنے خاندان کی لڑکیون کی خود اول تعلیم شروع کرین - اور

خود باپ یا حقیقی بھائی۔ ان کتابون کی تعلیم کرے۔ اگر کوئی مسئلہ غسل وغیرہ کا ایسا پیش آئے کہ اُسکے بیان کرنے مین شرم یا حجاب مانع ہو تو اُس شخص تعلیم کرنیوالے کو یہہ چاہئیے کہ اپنی عورت یعنے زوجہ کو اُسکا طریق عمل سمجھائے اور بتلائے اور وہ اُس لڑکیکو سمجھادیگی اور عمل کرائیگی جب اسطرح کی چند لڑکیان دو چار یا چند خاندانون مین تعلیم یافتہ ہوجائینگی تو خود وہ معلمہ ہوکر اپنے گھرونمین لڑکیونکی تعلیم کرلیگی۔ اور عزیز و اقارب ہمسایہ کی لڑکیان بھی پڑھ جائینگی۔ پھر دون کے پڑہانیکی ضرورت نرہیگی۔ اور اگر کوئی ذی مقدرت خاندان شرفا مین سے اپنے زنانہ مکان مین سے کوئی مکان بھی خالی کردینگے اور معلمہ کو بشرطیکہ وہ قبول کرے کچھ ماہوار بھی اپنے علو ہمتی یا انہین لڑکیون کے ماباپ دلوادینگے بطور چندہ وغیرہ کے تو اچھا خاصہ مکتب خانہ قایم ہوجائیگا۔ لیکن پہلے پہل وہی توجہ مردونکی ضرور ہے جسکا بیان ہم ابھی کرچکے ہین۔ حساب مین یہہ کچھ ضرورت نہین ہے کہ بہی جمع تفریق ضرب تقسیم وغیرہ سکھائی جائے۔ بلکہ اُن گُرون کے سکھانیسے بھی کام نکل سکتا ہے جنکے ذریعہ سے بنئیے بزاز وغیرہ حسابی کام اپنا نکال لیتے ہین۔ لکھنے کی تعلیم مین جو صاحب حقوق نسوان نے اپنے قلم کو زور دیا ہے وہ مرفوع القلم

اسوجہہ سے ہین کہ انکی رفتار یہہ دیکھی گئی ہے کہ جیسے کوئی بے قابو گھوڑے
پر سوار ہوتا ہے۔ اور اسکو اتنا ہوش نہین باقی رہتا کہ ٹوپی کہان گری۔
رومال کہان جوتا کہان۔ ہرچند کوئی پکار کر کہے بھی تب بھی نہین سنتا۔
ہوش ہی نہین خبر ہی نہین کہ مین کہان ہون کدھر جاتا تھا اب کدھر
جا رہا ہون۔ یہہ حضرت دلایل ثبوت دعوی لکھتے لکھتے خلاف مدعا
بھی لکھہ جاتے ہین۔ اور پھر خبر تک انکو نہین ہوتی۔ کہین تو عورتون کو
مردون کے مساوی سطح پر پہونچاتے ہین۔ کہین فرماتے ہین شوہر واجب
التعظیم ہین۔ انکی اطاعت اور فرمانبرداری لازمی ہے۔ کہین مردون کی
فضیلت سے اور حاکم ہونے سے انکار اور باین ہمہ اس حدیث کو بھی ظاہر فرماتے
ہین کہ نکاح کے بعد عورت مرد کی لونڈی ہو جاتی ہے۔ انکی اس قسم
کی تحریر اکثر عورتون کی توبہ کا گویا فوٹو ہے کہ پہلے غصہ مین کچھہ بک جاتی ہین
بعدہ زور زور سے اپنے منہہ مین آپ ہی طلمچے لگا کے توبہ کرنے لگتی
ہین۔ ہذا قدر مشترک فافہم اسی طرح اس تعلیم کی بحث مین ناولون کے
دیکھنے کی ممانعت کرتے ہین بلکہ گھرون مین ایسی ناپاک کتابون کا آنا
بھی جایز نہین سمجھتے۔ اس سبب سے کہ انسے فتنون کا خطرہ ہے

دیکھئے احتیاط ہو تو اس درجہ پر اور بے احتیاطی ہے تو یہہ ہے کہ
لکھنے کی تعلیم بھی دیجائے۔ اسمین جن فتنون کا اندیشہ ہے وہانتک
نگاہ نہین پہونچی۔ سچ ہے۔ محبت کسی شے کی اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ اب
سننئے مین کئی جگہ بیان کرچکا ہون کہ ہر چیز مین قدرتاً نفع اور نقصان دونو
رکھا گیا ہو اور لیکن جب نفع زیادہ ہوا اور ضرر کم تو وہ نافع کہی جائیگی۔ اور جب
ضرر غالب ہو تو مضر۔ اب دیکھئے کہ عورتون کے لکھنے کی تعلیم دینے مین
کیونکر جسمین زیادہ ہے۔ نفع صرف اسقدر ہے کہ بعض راز کی باتین جسکے
کسی دوسرے کو مطلع ہونا نہین چاہئے اپنے شوہر کو لکھ سکتی ہین۔ یا
کسیقدر اپنا خانگی حساب متعلق خانہ داری اپنی یاد کیواسطے یا شوہر کے
دکھانے کے لئے بشرطیکہ اُنسے خرچ وغیرہ کا حساب لیتا ہے لکھ سکی
امر اول اگرچہ کسیقدر ضروری ہے لیکن اسمین بھی احتمال نقصان ہے
یعنی ممکن ہے کہ وہ خط کوئی دوسرا شخص دیکھ لے۔ یا پکڑ لے خواہ جہان
لکھا گیا ہے وہین خواہ جہان بھیجا گیا ہے وہان۔ اور وہ راز فاش ہو جاے
اور اسمین کچھ فتنہ اور لڑائی جھگڑا برپا ہو۔ اور یہہ گرفت ایسی ہوگی جس سے
انکار یا بچاؤ ممکن نہین ہے۔ کیونکہ اسکی سند موجود ہوگی۔ برخلاف اسکے

جب لکھنا نہ آئیگا تو مجبوری سے ملاقات کیوقت بالمشافہ کہنے پر اٹھا رکھا جائیگا

اور فاش ہونیکا اندیشہ نہ ہوگا۔

دوئم ممکن ہے کہ اسوقت تک وہ شعلہ غضب جسنے اُس تحریر پر آمادہ کیا تھا

یا وہ جھوٹی خبر جو باعث اشتعال طبع کاتبہ اور مکتوب الیہ ہوکر کچھہ فساد بپا کرتی

تحقیق میں بے اصل ٹھہر جائے۔ یا یہ کہ کوئی مفتری بطور افترا ایک جھوٹا

جوابی خط بنا کر بھیجدے۔ کہ تمنے مجھے جو اشتیاقنامہ لکھا تھا اور اسمین درخواست

کی تھی کہ مجھے اس قید سے چھڑاؤ اور نکال لے بھاگو یا سنکھیا وغیرہ اپنے شوہر

کے لئے جو میرا رقیب ہے منگوائی تھی یا اور کسی ایسے ہی فساد انگیز مضمون اسمین

لکھدے۔ اور اسطرح اُسکو بھیجوادے یا مکان وغیرہ مین پھینکوادے کہ

شوہر یا اُسکے عزیز دیکھہ لین اور فساد برپا ہو تو اسمین جسقدر فساد کی نوبت آئیگی

وہ ایسا تیز اور خانہ سوز ہوگا کہ درحقیقت تمام گھر مین آگ ہی لگجائیگی۔ اور پھر بجھائے

نہ بجھیگی۔ گو وہ نیک بخت اُس سے بالکل بری ہو۔ خصوصًا ساس نند

دیورانی جٹھانی جنسے اکثر اچھا سابقہ بیاہ کے چند روز بعد ہی نہین رہتا

اور زن و شوہر مین پوری محبت ہونا اپنی بیوقوفی سے نہین چاہتین۔

اور بھی اُسپر حاشئے چڑھائینگی۔ اور وہ ایک کلنگ کا ٹیکا جو اس جھوٹی تہمت

سے لگجائیگا کئی پشت تک جھگڑا نہ چھوٹیگا۔ اُس بدبخت کی اولاد برادری مین نہ بیاہی جاسکیگی یہ آفت اسکے علاوہ ہوگی۔ چہارم یہہ بھی ممکن ہے کہ اس طریقہ سے ناجایز امور کے نسبت سلسلہ جنبانی بھی ہو۔ اور تمام مراتب فساد کے جنکا مین ابھی اتہام کے ضمن مین ذکر کرآیا ہون واقعی ہون۔ اور کھل جائین کوئی تحریر کسی فریق کی پکڑ لیجائے۔ اور پھر وہی فسادات ہون۔ یا یہہ کہ نہ کھلے اور اُسکا وقوع ہوجائے جو امور بذریعہ تحریر طے ہو چکے تھے یعنی بیگم صاحبہ سازش کرکے کسیکے ساتھ بھاگ جائین۔ یا شوہر کو جو مخل عیش اور کانٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا زہر وغیرہ دیکر قصہ ہی پاک کردیا جائے ع کانٹا نکل گیا مجھے کھٹکا نہین رہا۔ جیساکہ اسوقت دیکھا جارہا ہے کہ بعض کوتہ اندیش شرفا کی لڑکیونکے طرف سے ناپاک مضمون لکھکر اخبارون مین چھپوارہے ہین حالانکہ اُن نیکبخت لڑکیونکو اُسکی اطلاع تک نہین ہے بڑی خیریت یہہ ہے کہ اُنہین نہ اس قسم کا مادہ فاسد ہے اور نہ لکھنا جانتی ہین اگر جانتی ہوتین تو کیسا کچھ غلغلہ برپا ہوتا اور کیا کچھ اور کس کس پر مطعنہ ہوتا لیکن پھر بھی یہہ جاننے والے تو جانتے ہین غیر لوگ تو جان نہین سکتے۔ اس سے تو انکار نہین کیا جاسکتا کہ موجودہ صورتون مین

باوجود جہل اور قیود پردہ کے بدچلنی ممکن نہین ہے ۔ لیکن یہہ ضرور ہے کہ ایسا موقع ہی کم دیا گیا ہے ۔ اور جہان کہین ہے وہان ضرور غیر عورات بدکار کی آمدرفت اور بے احتیاطی پردہ ونقص حفاظت اسکا ظاہری باعث ہے ۔ بس خلاف عقل ہے ۔ خود ہی آگ لگانا اور پھر پانی کے لئے دوڑتے پھرنا مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ اس سے زیادہ لکھنا فضول ہے کیونکہ میرے ہمصفیر وہمخیال مولوی حیدر اللہ خان صاحب مؤلف رسالہ رد المحجوب نے اچھی طرح اسکو قول بزرگان دین وحکماسے بھی ثابت کر دکھایا ہے کہ کسینے عورات کے لکھنے کے تعلیم کو بچھو سے مثال دی ہے کہ بچھو ہین اور بھی زہر پیدا کیا جا رہا ہے کسی نے لکھا ہے کہ تیر کو زہر کے پانی مین بجھایا جاتا ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال نہایت قابل غور اور عمل کے ہین خصوصًا یہہ قول کہ اپنی عورات کے پر پرواز قینچی سے تراش دیا کرو ۔ پھر بجائے اسکے انکو پر پرواز کا دینا کیسی بے عقلی ہے ۔ یہہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہہ قول کس شخص کا ہے جسکے نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوکان بعدی نبی لکان عمر اور اسکے مناقب مین سے ہے کان رایہ مطابق بالوحی والکتاب جیسا کہ اسیران بدر کے معاملہ مین اور حجاب کے

بارہ مین اور اسیطرح کئی جگہ واقع بھی ہوا۔

سفلی طبقہ کی تعلیم

مستورات کے طرف والونکا چونکہ اصلی مقصد وہی تھا جسکو مین ظاہر کرچکا ہون اسلئے ایسی مفید تعلیم کے طرف جسکا اشد ضروری ہونا غالباً ہر فرقہ اور طبقہ کے مسلمان اور ہندو باشندے ہندوستان کے بلا چون وچرا تسلیم کرلینگے انکا خیال ہی نہین گیا۔ اب مین لکھتا ہون۔

اس سرخی مین جس طبقہ کا ذکر ہے اُس سے میری مراد وہ طبقہ ہے جسمین اکثر خدمتی عورات۔ ماما۔ اصیل۔ ناین۔ بھنگن۔ وغیرہ ہین جنمین پردہ کی چندان قید نہین ہے۔

دیکھا جاتا ہے کہ شرفاء کی عورات کو جس کام کی ضرورت اپنے خانہ داری مین ہوتی ہے اس طبقہ سے خدمت کے واسطے عورات ملجاتی ہین لیکن انکی خاص بیماریون اور زچہ خانون مین جس قسم کی عورات درکار ہین نہین مل سکتین۔ اگرچہ بعض شہرون مین کوئی قابلہ ہوشیار تلاش سے مل بھی جائے۔ لیکن وہ اکثر ضعیفہ اور کمزور بھی ہوتی ہین۔ اور جو کام جاننے بھی اُسکو پورے طور پر کرنیکی اُنمین استعداد ہوتی ہے نہ قوت خصوصاً زچگی کے وقت

جب لڑکا رحم مین مرجاتا ہے یا پھنس جاتا ہے تو اُنسے کچھ کام نہین ہوسکتا
نہ وہ تشریح جانتی ہین نہ ڈاکٹری اپریشن وغیرہ - اگرچہ بعض قصبے یا تھانا
یا شہر مین کوئی لیڈی صاحبہ ہین لیکن بدین وجہ کہ ضرورت عام ہر مقام پر ہوتی
ہے اسلئے یہہ کافی نہین اور اکثر انکی فیس کا بار نہین اوٹھا سکتے - ایسے موقع
موقع پر اکثر خاندان کی عورات خود مریض یا اُنکے عزیز و رشتہ دار کسی عورت کو یا اُنکے
گھر کے مردونکو اسطرح کی بے غیرتی کہ مرد ڈاکٹر اُنکو دیکھے اور بچہ کو ہاتھ سے
نکالے نہین گوارا ہوتی - ذبحہ کا مرجانا گوارا ہوتا ہے - اور کمتر مجبوری سے بقول
شخصے مرتا کیا نہین کرتا گوارا کرنا پڑتا ہے بہر حال صورت اول ہو یا دوم ضرور
یہہ امر بموقع اور قابل اصلاح اور انتظام ہے - اسلئے ضرور ہے کہ اس طبقہ
مین سے کچھ ایسے عورات تیار کیجائین جنکو باقاعدہ تعلیم اس فن کی دیجائے -
کیونکہ ہم اپنے وقت مین اس سے زیادہ ضرورت کسی چیز کی عورات کے
متعلق نہین دیکھتے ہین - یہہ بہت بڑا سلوک ہے عورات کے ساتھہ سماۃ کیطرف
والے اگر اس تعلیم کا ذکر کرتے اور توجہ دلاتے تو تمام اقطاع ہند کی ہر قوم
کے لوگ اُنکے ساتھہ ہم صفیر ہو جاتے - اب ہم اس تعلیم کا طریقہ بتلاتے ہین کہ ہر
طبقہ کی لڑکیان جنکی عمر آٹھہ برس کی ہو شفا خانون مین جہان انگریزی ڈاکٹران

ہو تعلیم کے لئے بھیجدی جایا کرین - اور جب تک وہ غیر مشتہا تہ رہین یعنی
بارہ برس کی عمر تک اس فن کو سیکھین ڈریسری سے لیکر ڈاکٹری تک
اور گورنمنٹ سے بھی درخواست کیجائے کہ زنانہ اسکولون مین جہان اکثر
اس طبقہ ہی کی لڑکیان پڑہائی جاتی ہین - وہان بجاے دوسری نوشت و خواند
تعلیم کے جسکی ضرورت اس طبقہ کو چندان نہین ہے اس تعلیم کی شاخ کھولیجائے
خصوصًا لوکل فنڈ مین جو اسکول فنڈ بھی شریک ہے اُس سے یہہ کام لیا جائے
کیونکہ یہہ ایک بڑا رفاہ عام کا کام ہے - اول تو اُن لڑکیون کو خود ہی بہت فائدہ
پہونچیگا - اس پیشہ کے ذریعہ سے اپنی اوقات بخوبی بسر کرسکینگے بلکہ بہت کچھ بہرہ
حاصل کرسکینگے - اور نہایت قدر سے رہینگی اور ہمیشہ اُنکی قدر رہیگی - کیونکہ
یہہ ضرورت مُوقّت نہین ہے بلکہ ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے
خاندان کو بھی اکثر اسکی ضرورت ہمیشہ رہیگی - اگر انگریزی گورنمنٹ اسمین توجہ نفرمائے
تب بھی ہر دیسی ریاست کے منتظمین کو لازم اور واجب ہے کہ اپنی ریاست
مین جسطرح تدبیر اور انتظام سے ہو سکے اس ضروری تعلیم کو جاری فرمائین کہ اسمین
ایک قسم کا حفظ آبروے عورات کا ہے خواہ وہ کسی طبقہ کی کیون نہون - اور
ہزارون بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتون کی جانون کی حفاظت بھی منصور

ہر چند عقیدہ ہر فرقہ کا جو پابند کسی مذہب کا ہے یہہ ہے کہ موت سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی لیکن تدبیر سے اور علاج سے تو کسیکو انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اگر امرا ہر قوم کے بھی اس تعلیم کے خرچ مین چندہ وغیرہ سے شریک ہو جاوین تو بہت جلد کامیابی ممکن ہے۔

حصہ سوم پردہ اور اُسکی آیات

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ

اور مسلمان عورتون سے کہو کہ اپنی نظرین نیچی رکھین۔

وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا

اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین اور اپنی زینت کو ظاہر ہونے دین مگر

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ

جو اُن مین سے کھلا رہتا ہے۔ اور اپنے سینون پر دوپٹون کے بکل مارے رہین

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ

اور اپنی زینت کو ظاہر ہونے دین۔ مگر اپنے شوہرون پر یا اپنے باپ پر

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر

أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ

یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر

أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ

یا اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر یا خدمتیوں پر کہ مرد (تو) ہیں

غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ

(مگر عورتوں سے) غرض نہیں رکھتے۔ یا لڑکوں پر جو عورتوں کے

لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ

پردہ سے آگاہ نہیں۔ اور اپنے پاؤں ایسے زور سے

بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ

نہ رکھیں کہ اُنکے اندرونی زیور کی خبر ہو۔

تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اور مسلمانوں! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت کے اوپر مردوں کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور حفاظت کرو اپنی شرمگاہوں کی۔ اسکے بعد واو عطف لاکر عورات کو حکم دیا گیا ہے۔ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ جلشانہ نے انسان کو شرف

المخلوقات بنایا ہے اور یہہ مسئلہ مسلمہ ہے جسکا اقرار جمیع اہل مذاہب و حکماء
کو ہے۔ چونکہ اس سے نظام عالم متعلق کرنا تھا اور وہ کام لینے تھے جس سے
زمین اور آسمان نے انکار کیا تھا لہذا اسکو وہ تعلیم بھی دینی ضرور تھی جس سے
انکا شرف ظاہر ہوا اور متعلقہ کاموں کی اسمین صلاحیت پیدا ہو۔ منجملہ اور کامونکے
ظاہری ایک کام یہہ ہے۔ کہ دیگر حیوانات سے چند دنیوی کام متعلق کئے گئے ہین
اور اسکے ذمہ تمام تر دنیوی معاش اور نظام عالم اور نیز معاد کا بوجھ رکھدیا گیا۔
لہذا دیگر حیوانات ہر طرح آزاد کردئے گئے۔ اکل و شرب و جماع وغیرہ مین۔
اور انسان کو چونکہ اشرف بنایا گیا تھا اور شرافت مقتضی امتیاز تھی اسلئے اسکو
پابند اکل و شرب و جماع مین کیا گیا۔ تاکہ اکل حلال سے جسم مین خون لطیف پیدا ہو
اور اُس سے مادۂ شرافت او جسطرح عام حیوان آزادی سے ما بہن غیر کی
ماداؤن پر جرچھ بیٹھتے ہین اور اُس سے اولاد نطفہ نا تحقیق اور بد اصل پیدا ہوتی
جو منافی شرافت ہے۔ بنی نوع انسان اس سے ممتاز رہے۔ اس لئے
حرام حلال مباح وغیرہ احکام کے قیود انپر ڈالے گئے۔

اب ان تین قیدون کو یاد رکھنا چاہئے اور اسکی مختصر شرح بھی سنلینی چاہئے
حرام وہ ہے کہ جس کا ارتکاب اکلاً و شرباً و فعلاً سخت ممنوع ہے یعنی جرم

کی حد تک پہونچتا ہے۔ اور اسمین پھر مدارج بھی ہین بلحاظ سنگینی اور
اور خفت کے اور اسپر دلیری اور اصرار اور بیخوفی بغاوت کی حد تک پہونچتی ہے۔
جسکا نام کفر اور طغیان ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اور اسکی ضد حلال
جسمین کسیطرح کا اندیشہ نہین اُسکے ارتکاب مین کوئی خوف نہین۔ اسمین بھی
مدارج ہین۔ بعض کا اکثار باعث مزید ثواب بھی ہے۔ ان دونون مین حد فاصل
مباح ہے۔ جسکی ایک حد حرام سے ملی ہوئی ہے۔ اور دوسری حد حلال سے۔
اسکے واسطے مختار قول یہہ ہے کہ وقت ضرورت شدید یا کسی غیر شدید ضرورت
مین بھی اگر ارتکاب ہوجائے تو موجب گناہ نہین۔ اسی کا نام تیسیر یعنی آسانی
جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ پس حلال کی حد تک قایم رہنے کا نام تقوی ہے
کیونکہ مباح جسکی ایک حد حرام سے ملی ہوئی ہے مشتبہ حالت رکھتا ہے اور
ایسی حالت سے بچنا اولی ہے۔ اور حلال سے تجاوز کر کے مباح تک بھی
آنا داخل فتوی ہے۔ کیونکہ اُسکی مخالفت شرع کے خلاف ہے۔ اور تحکم بیجا
تنگی باعث تکلیف ہے۔ احتیاط اگرچہ عمدہ ہے لیکن حکم مین داخل نہین ہو اسلیے
چونکہ اللہ جلشانہ نے مومنین اور مومنات کو زیادہ تر پاک اور با شرف
بنایا تھا تو قول کریم الیوم اکملت لکم دینکم و نعمت

علیک کہ نعمتی کو ظاہری نعمارت سے بھی پورا کر دکھائے۔ لہذا ان آیات کریمہ مین صرف مومنین اور مومنات کے طرف خطاب فرمایا۔ پہلے حکم دیا مردون کو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھو۔ پھر عورتون کو کہ تم بھی اپنی نگاہین نیچی رکھو۔ اسمین مصلحت یہہ تھی کہ نہ مرد اجنبیہ عورت کے طرف دیکھے نہ عورت غیر مرد کے طرف[۱]۔ کیونکہ باعث ہیجان مادہ شہوانی زیادہ تر نگاہ ہے اور اسمین ایک کشش ایسی رکھی گئی ہے کہ جب دیر یک نگاہ لڑائی جائے تو وہ چیز جسپر نگاہ کی گئی ہے یعنی منظور کچھہ مقید اور مغلوب اور معمول سا ہو جاتا ہے جسکی پوری شہادت بلی اور شیر وغیرہ جانور ونکا شکار کو گھورنا اور بعد تاک لگا نیکے جھپٹکر پکڑلینا۔ اور مسمریزم کا عمل ہو جو دہے ہے۔ حق یہہ ہے کہ نگاہ جادو سحر ہے۔ تیر ہے۔ سنان ہے۔ دیکھئے شعرا نے ہر زبان مین اسکو کیا کیا کہا ہے۔ اور جو کچھہ کہا ہے سب بجا ہے۔ تجربہ کار خود اسکو جانتے

---

[۱] واضح ہو کہ یہہ حکم نظر من شہوت کے ساتھہ بعض کے نزدیک ہوا ہے جیسا کہ تفسیر سراج المنیر وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جلالین اور اسکے حاشیہ کمالین وغیرہ سے پایا جاتا ہے کہ من صلہ کلام یا زائد یہہ ہے کہ نگاہ سے وہ نگاہ مراد ہے جو عورت اجنبیہ کیطرف عمداً ہو۔ کیونکہ ایسی نگاہ حرام ہوگی ورنہ ہر وقت ہر نگاہ کا نیچے رکھنا ممکن نہ تھا۔ اور انجام کاروبار دنیوی کا ہا[illegible]

ہین ۔ سمجھتے ہین ہے جنپر خود نہین گذری ہے۔ اُنھون نے بھی کہین نہ کہین تیر نگاہ کا بسمل دیکھا ہی ہوگا یہی آنکھ کمبخت دلکو چاہ مین ڈالتی ہے کنوئین جھکاتی ہے۔ سچ کہا ہے ہ تاکا جسے بسمل کیا دیکھا جسے مارا اُس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ + شاید آپنے ہزارون آنکھون والونکا قصہ عشق سنا ہوگا اور بہتون کو خراب اور تباہ اور دل کلیجہ تھامے پھرتے دیکھا ہوگا۔ لیکن کسی اندھے کو نہ دیکھا ہوگا کہ وہ کسی حسین عورت کا عاشق ہو۔ غرض اس بیان سے یہہ ہے کہ قران مجید کی ایک لفظ کی تعلیم کو دیکھئے سبحان اللہ کیا جامعیت ہے۔ آگے نہ جائے اسی مقام پر پردہ کی اَولویّت کا استخراج بھی ہوتا ہے یعنی منشا یَغُضُّوا اور یَغْضُضْنَ کا یہہ نکلتا ہے۔ کہ نہ مرد اجنبیہ عورت کے طرف دیکھے اور نہ عورت اجنبی مرد کے طرف تو یہہ منشا نہی الہی کا کامل اُسیوقت ادا ہوگا جب عورات پردہ سے باہر نہ نکلین نہ نکلین نہ اپنے آپ کو مردون کو دکھائین۔ نہ خود مردونکو دیکھین۔ گویا بنیاد فتنہ ہی کھود ڈالی گئی۔ بلکہ اسی لفظ سے علانیہ نکلنا تو ایک طرف تاکنا جھانکنا بھی جھروکون اور کھڑکیون اور دروازون سے ممنوع ہوگیا۔ اور عمدہ طریق عمل ہر کام مین یہی ہے کہ حتی الوسع اَولویّت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ اسواسطے کہ سب سے اعلی درجہ

یہی رکھا گیا ہے اور اس درجہ کا عمل کرنیوالا کبھی عقلاء و حکماء کے نزدیک مطعون نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر حمقاء طعن کریں تو کیا کریں آفتاب پر خاک ڈالا کریں انہیں کے چشم سر کا زیان ہے۔ اسکے بعد حفاظت فروج یعنی [1] شرمگاہ کا حکم دیا گیا۔ یہہ ضرورت اسوجہہ سے داعی ہوئی کہ شرافت کامل قائم رہے۔ دنیوی زینت کی دو چیزیں رکھی گئی ہیں۔ جسکی شہادت اس آیۂ کریمہ سے نکلتی ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ پس ضرور ہوا کہ زینتہ طیبہ اور مال طاہر مومنین کو عنایت ہو۔ مال کے لئے دیگر مقام پر احکام فرمائے گئے ہیں و زینتہ طیبہ کے تدابیر اور فسادات سے بچنے کی ترکیبیں یہاں فرمائی گئی ہیں یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اہل اسلام میں صحیح النسب یعنی حلالی اولاد کا ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ انکے ہاں میراث کے احکام بہی بہت تشریح سے خود کتاب اللہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ طلاق کے بعد عدت تین حیض کی اور شوہر کے وفات کے بعد چار ماہ دس دن کی اس لئے رکھی گئی ہے۔ جسمیں اولاد مشتبہ نہو۔ اور اولاد زنا تحقیق کو ترکہ نہیں ملتا۔ اگر یہہ نہ کیا جاتا

[1] واضح ہو کہ شرمگاہ وہ ہے جسکا چھپانا فرض ہے جسکی صراحت آگے کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ نے اسکا ترجمہ ستر لکھا ہے بہرکیف دونو حالتوں میں مقصد واحد ہے ۱۲

دنیا کے انتظام میں بہت بڑا امر فساد میں پڑجاتا جس سے بہت بڑے جھگڑے
اور تمام خرابیاں انکے ظہور سے ہوتے - اور شرافت کا جو انسان کو عطا ہوئی ہے
اور سلسلہ اور نسب صحیح ہوتی ہے قائم نہیں رہ سکتی - اسلئے ضرور ہوا کہ حفظ فروج جس سے
حفظ نسب و نسل مقصود ہے کیا جائے - چونکہ اصل مقصود صرف یہہ تھا کہ نسب
صحیح قائم رہے - اور اشتراک زوجین اور اولاد میں باعث نفاق و خونریزی
باہمی مسلمانان و نیز بھی انتظام معاش اور پیچیدگی انفصال خصومات تھا -
اسلئے یہہ مزید لطف الہی شامل حال فرمایا گیا - کہ شاید حکم سابق سے تجاوز
ہو جائے یعنی نگاہیں نیچی نہ رکھ سکیں تو آخر وقت تک حفظ کے حکم کا خیال
رہیگا - دوم یہہ کہ اگرچہ مومنین اور مومنات کو نگاہ نیچے رکھنے کا حکم دیا گیا -
لیکن دیگر مذاہب کے لوگونپر تو کچھ اسکی تعمیل فرض نہ تھی کہ وہ بھی ان عورتون
کیطرف نہ دیکھیں یا دوسرے مذہب کی عورتیں مسلمان مردون کو نہ دیکھیں
چونکہ اس طرف سے بھی فتنہ کا خوف تھا لہذا اس فتنہ سے بھی بچنے کیلئے
حفظ فروج کا مسلمان مردون اور عورتون دونوں کو حکم دیا گیا - اور اسکے پہلے
زانی اور زانیہ کو سخت سزا کا حکم سنا دیا گیا تھا کہ عدم حفاظت کا نتیجہ یہہ ہے -
اب دیکھنا چاہیئے کہ حفاظت کا حق کیونکر ادا ہو سکتا ہے - حفاظت کرنیکے لئے

سب سے پہلے جو امر ضروری ہے وہ ستر و اخفا ہے۔ عموماً جس چیز کو
محفوظ رکھنا چاہتے ہین اُسکو اُس شخص یا اُس جانور یا اُس چیز سے جو مخل
حفاظت ہے چھپاتے ہین او بچاتے ہین۔ اور ایسے موقع پر رکھتے ہین
جہان اُنکا قابو اور دسترس نہو۔ اور باینہمہ بھی اُسکو دیکھتے رہتے ہین
اُسپر نگاہبان مقرر کرتے ہین۔ مثلاً کوئی شخص ایک جوڑا مرغ اصیل کا یا ایک
جوڑا عمدہ کبوتر کا یا ایک عمدہ عربی گھوڑے کا جوڑا یا ایک عمدہ شکاری کتے کا
جوڑا۔ اس غرض سے پالے کہ انکی نسل صحیح بلا اشتراک قایم رہے تو اُسکو
کیا کچھ اہتمام انکی حفاظت نسل مین کرنا ہوگا۔ مرغی یا کبوتری یا عربی مادیان
یا شکاری اُس کُتیا کو کبھی اسطرح آزاد نہ چھوڑ سکیگا کہ اُسپر دوسرے نر کا
دسترس ہو۔ خواہ مخواہ اُنکو محفوظ جائے مین رکھیگا جہان دوسرے نر کا
گذر نہو یا کوئی شخص جو اس حفاظت کا دشمن ہے وہان ہو نچکر کوئی خرابی
برپا نکرنے پائے۔ بلکہ اگر ایسا کھٹکا ہے تو کوئی نگہبان بھی مقرر کریگا کہ وہ
کسیکو آس پاس بھی نہ آنے دے۔ غرض اللہ جلشانہ نے اس لفظ مین عجیب
عجیب رمز رکھے ہین کہ پوری تعمیل اسکی جیسا کہ مثالون سے ظاہر کردی گئی پھر دینے
اولویت کے ساتھ ہے کہ پردہ اور چشم اغیار سے پوشیدگی رہے۔ دیکھو اُنکی

خزانہ کا کیا انتظام ہے یا اینکہ چورونکی یا ڈاکوؤنکی سخت سزائین مقرر ہین اور
اُسکا عمل دار و گیر اور سزا وغیرہ کا جاری ہے جسکے لئے پولیس اور مجسٹریٹ وغیرہ
متعین ہین لیکن پھر بھی اُسکو محفوظ جگہ مین بطور مخفی رکھا گیا ہے اور اُسپر حارس یا
اور محافظین مقرر ہین اور اُنکو یہہ حکم ہے کہ سوائے چند ملازمین وغیرہ کے کسی
غیر شخص کو خصوصاً تنہائی مین اور شب کے وقت ارد گرد بھی نہ بھٹکنے دین
اگر کسی کا رخ اسطرف دیکھین تو فوراً ٹوکین - دوبارہ کے روکنے پر بھی اگر نہ رُکے
تو گولی ماردین یعنی قبل اسکے کہ وہ خزانہ کے صندوق تک پہونچے یا مکان
خزانہ کے قفل کو ہاتھ لگائے - غرض ان سب مثالون سے یہہ ہے کہ
شرط حفاظت ضرور یہہ ہے کہ شئی محفوظہ کو قبل اسکے کہ اُسپر کسی کو دسترس ہو یا
جرأت اس قسم کی ہو اسطرح محفوظ جائے مین محفوظ طور پر پوشیدہ و زیر حراست
و نگہبانی رکھنا چاہیئے کہ نوبت ہی کسیکے دسترس کی نہ آئے - اس موقع پر یہہ بھی
دیکھنا ضرور ہے کہ دیگر اشیاء کی حفاظت سے بہت زیادہ عورت کے لئے حفاظت
درکار ہے کیونکہ جملہ دیگر اشیاء مین ایک ہی طرف خواہش اور جذبہ ہوتا ہے -
مثلاً خزانہ وغیرہ کے طرف صرف چور ڈاکو وغیرہ راغب ہوتے ہین - روپیہ خود اپنی خوشی
سے کسی کے پاس نہین جانا چاہتا ہے - اور نہ جاسکتا ہے - مرد اور عورت

میں دونوں جانب جوش اور جذب رکھا گیا ہے۔ اور پھر وہ جوش اور جذب
اس قسم کا ہے کہ جس کی مثال خودبخود مقناطیس اور آہن میں جو کشش ہے
وہ بھی محتاج ہے قرب اور مقابل ہونے کی۔ اور جب وہ مقابل سے ہٹالیجائیں
یا کوئی شئ حاجب ہو جائے تو کشش بیکار اور رد ہو جاتی ہے۔ یہاں نگاہ
سے تعریف حسن سے سننے عورت کی آواز سے زیور کی آواز سے
لباس اور بستر کی خوشبو سے غرض ہر طرح سے ایک قسم کی خواہش مرد کو
پیدا ہوتی ہے۔ اور علی ہذا عورت کو بھی۔ جدائی سے اور تیزی ہوتی ہے۔ اور ایسا
سال صرف ایک نگاہ کے دیکھ لینے سے خیال رہتا ہے اور خیالی تصور برسوں
معلوم نہیں کیا کیا بد افعالیاں اور عصیاں اور وارداتیں کراتا ہے اور یقین
دلاتا ہے۔ ہر عاقل اس امر کو جان سکتا ہے کہ جب دونو طرف اس بلا کی کشش
دی گئی ہے تو کیا کچھ اسکی حفاظت میں اہتمام درکار ہے۔ اللہ جل شانہ نے
اپنے کلام پاک کی اس آیت میں ہر ایک لفظ اسی اہتمام میں فرمائی ہے اور اسکی
علاوہ سزا سے زانی اور زانیہ ایسی سخت مقرر فرمائی ہے کہ جس سے ہستیں اور
اولاد سے بیکاروں کے ہوش گئے۔ اور زیادہ تر اہتمام کی ضرورت عورتوں کی
متعلق تھی کیونکہ مردوں کو بہت سے کام دنیوی اور قتال اور جہاد کرنے پڑتے

ہین لہذا اُنکے نسبت صرف اسقدر حکم دیا گیا کہ ستر عورت زیر ناف سے گھٹنون سمیت فرض کیا گیا۔ اور اسکا کشف سوائے اپنی زوجہ کے ممنوع ہوا۔ اور نگاہین نیچی رکھنی اور حفظ فروج کا ارشاد ہوا۔ لیکن عورات کہ بموجب ارشاد خداوندی لِیَسکُنَ الیھا یعنی تسکین مرد کے لئے بنائی گئی ہین۔ اُنکو تمام سامان بھی مردون کے تسکین کے دئیے گئے۔ یعنی حسن وجمال دلبری ناز وکرشمہ۔ ذاتی خوبیون کے سوا بالائی بھی تمام زینتین زیور اور لباس رنگین وحریر واطلس اور مسی اور مہندی وغیرہ سب اُنکو معاف ہوئین اور یہہ سب دام بلا مردون کے لئے تھین۔ جس سے مردون کو اختصاص بصرو حفظ فروج ممکن نہ تھا۔ لہذا اُنکے لئے زیادہ روک ٹوک کی ضرورت واقع ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ انکے زیادہ بچانیکی ضرورت ہی تھی کیونکہ انکے بگاڑ نسب کا بگاڑ ہے اور مرد کا بگڑنا صرف تخم کا ضایع کرنا ہے۔ اسلئے اُنکا تمام جسم عورت کیا گیا جسکی معنی لغت کی رو سے شرم کی جگہ وپنہان کردنی ہے۔ یعنی موئے سر سے لیکر تا ناخن پا۔ لیکن چونکہ اسمین ایک قسم کی سختی تھی لہذا بنظر تیسیر اتنی اجازت دی گئی کہ کف وپشت دست اور انگلیان اور چہرہ کا چھپانا فرض نہین کیا گیا جسکے معنی یہہ ہوے کہ بحکم ضرورت اگر انمین سے کام کاج کے لئے کچھ کھل جائے تو

مضایقہ نہین۔ اگرچہ یہہ بھی کسیقدر مانع حفاظت کاملہ اور باعث ہیجان مرد
ہوسکتا ہے مگر یہہ بھی خیال کرنیکے قابل ہے کہ اگر اسقدر بھی اجازت نہ دیجاتی
تو ہر عورت جسکے پاس کوئی خادمہ یا محرم مرد نہوتا نہایت سختی مین پڑجاتی اپنے
ذاتی اور دنیوی حوائج ادا نکرسکتی۔ اور یہہ اُس تقسیم کی رو سے جو حلال
حرام و مباح مین بیان ہوچکی ہے۔ مباح کے حکم مین داخل ہے جس سے
احتیاط اولیٰ ہے۔ اسکے آگے ارشاد ہوا ہے لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ
یعنی اپنے زینتون کو ظاہر نہونے دین۔ یہہ بھی ایک بڑی بھاری حفاظت ہے
کیونکہ زینت ایک بڑا مقدمہ ہیجان مادہ شہوانی ناظرین کا ہے۔ اور جب
اس سے ہیجان پیدا ہوا تو فسادات کا قوی احتمال ہے لہذا یہہ نہی خاص
جسکی سخت ضرورت تھی فرمائی گئی۔ گویا فتنہ کے قریب ہی نجاؤ۔ واضح ہو کہ
یہہ ابھی بیان ہوچکا ہے کہ عورت کو اپنا تمام جسم چھپانا موئے سر سمیت فرض
ہے۔ باستثنا گھٹنون سے ہاتھ اور چہرہ کے اُسقدر جتنا کہ نماز مین کھلا رہتا ہے
یہانتک کہ اس سے زیادہ اگر کھلجائیگا تو نماز فاسد ہوجائیگی۔ اور یہہ بھی
خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اُس کپڑے سے ستر درست نہین ہے جس سے
جسم یا رنگت جسم کی نمودار ہو۔ اس موقع پر لفظ زینت کا فرمایا گیا جو عام ہے

اس مین ہر چیز زینت کی داخل ہو گئی ۔یعنی لباس عمدہ قیمتی از قبیل حریر وغیرہ
اور زیور اور رنگ اور خوشبو اور مہندی اور سرمہ اور کنگھی چوٹی اور جسم کی کھنچاوٹ
اور جیب اور کمر کی نازکی وغیرہ کیونکہ اِن جملہ زینتون سے اور جو کچھ اسکے سوا ہو سب
عورتون کے لئے جایز رکھی گئی ہے کوئی ممنوع نہین ہے ۔پھر اِسکا نتیجہ
یہہ ہے ساتر لباس کا پہننا تو فرض ہے لیکن یہہ ممنوع نہین ہے کہ
اُسمین تحسین اور زینت بھی تراش خراش پاکیزگی عمدگی اور بیش بہا ہونے سے
نکالی جائے جس سے جسم خوبصورت اور سڈول معلوم ہو اور زیور وغیرہ سولہو ن
سنگار سے آراستہ ہونا بھی منع نہین ہے ۔لیکن آرایشات کا ظاہر
کرنا یا ظاہر ہونے دینا ممنوع ہوا ہے ۔کیونکہ عورت تو خود ہی ایک ایسی
چیز بنائی گئی ہے جو سخت کشش اور ہیجان کا باعث ہے اُسپر یہہ سامان بھی
بقول شخصے سمند حسن کو آگ اور تازیانہ ہوا ۔اُسکو دیئے گئے تھے ۔تو زینتونکے
اظہار مین اُس فتنہ سے بچنا ممکن نہین کہ جس سے بچانا مقصود تھا ۔اور وہ حفاظت
جس کا حکم پہلے دیا گیا ہے سخت دشوار تھا ۔اسلئے اسکی روک فرمائی گئی
مصنف صاحب رسالہ حقوق نسوان نے زینت کے جو معنی اندرونی حسن یا
جسم کے لئے ہین یہہ درست نہین ہین ۔حسن تو وہ ہے جو خدا داد ہو کیونکہ یہہ لفظ خود لازمی ہے

اور زینت کی ہندی سنگار ہے۔ اور فارسی آرایش چنانچہ مولانا شاہ حضرت عبد القادر صاحب دہلوی قدس سرہ نے اسکا ترجمہ سنگار ہی لکھا ہے۔ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے بناؤ اور حسن کو جب متعدی کر کے اس زینت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں تو باب افعال یا تفعیل میں لیجا کر یعنی احسان تحسین مگر مصنف نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے نئے پہلودار معنی نکال لئے ہیں۔ جس میں یورپین لیڈیوں کی طرح چست اور آرائشی لباس سے حسن ڈھلا ہوا جسم بھی کھنچا ہوا اور پیر ذال بھی جوان معلوم ہوتی ہے باہر نکلنا جائز ہو جائے کیونکہ اندرونی حسن تو لباس میں چھپ جاتا ہے علاوہ اسکے دوسری جگہ جہاں اُن عورتوں کے نسبت حکم دیا گیا ہے جو نکاح سے ناامید ہو گئی ہیں یہہ فرمایا ہے اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ یا اسی آیت میں جہاں ارشاد ہوا ہے وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ حضرت مصنف کے زعم کے موافق یہ معنی کیونکر ہو سکتے ہیں کہ زینت اور آرائش حسن خدا داد کے سوا اور دوسری چیز ہے۔ زنانی پوشاک آرائش کے مثل پاجامہ اور چھوٹے کپڑے جس میں گوٹہ لچکہ پٹہ بنت ٹانکا گیا ہو یا دیگر دستکاری کٹاؤ وغیرہ کا کام ہو یہہ سب

زینت میں داخل ہے جو اسوقت میں سہاگنیں یعنی شوہر دار عورتیں پہنتی
ہیں۔ اور کنواری لڑکیاں جب بلوغ کے قریب پہونچتی ہیں یا بیوہ عورتیں
انکو پہن نہیں سکتی ہیں۔ اور قرآن مجید میں بھی اُن بیواؤنکو جنکو ناامیدی
نکاح سے ہو چکی ہے اُنکے اُتار ڈالنے کا حکم ہوا ہے۔ اسمیں بحث
کرنا سوا ے نادانوں کے کسی ذی علم کا کام نہیں ہے۔ اس عام ممانعت
کے بعد استثنا فرمایا جاتا ہے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی مگر جو اسمیں سے کھلا
ہو ہی رہتا ہے یعنی اُنہیں اعضا میں جنکا ستر فرض نہیں ہے کھلے رہتے ہیں
اگر کچھ اسباب زینت میں مثل انگوٹھی چھلے یا مہندی کے رنگ وغیرہ کے کام
کاج کے وقت یا کسی شے کے لینے دینے کے وقت ظاہر ہو جاوے تو مضایقہ
نہیں ہے۔ یہ پوشاک جو اسوقت رائج ہے جسمیں صرف زینت یعنی تحسین ہے
اور کچھ لحاظ ستر پوشی نہیں ہے بالکل قابل الترک ہے۔ کیونکہ باریک ململ اور کریپ اور
جالی وغیرہ کی جو شوقین عورتیں بلحاظ زینت پہنتی ہیں جس سے جسم یا جسم کا
رنگ نمایاں ہوتا ہے یا اونچی کرتیاں وغیرہ جس سے اُن حدود کا ظہور ہوتا ہے جو پوشیدہ رکھنے کے قابل
ہیں جنکا چھپانا فرض ہے بالکل خلاف حکم ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ
ناقص حالت میں ہے۔ کچھ اور زیادتی ہونی چاہیے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

علیٰ جیوبھن اور اپنے دوپٹے اپنے سینون پر ڈالے رہین۔ یہہ خاص حکم ہوا
علاوہ دیگر لباس ساتر و آرایش کے اپنے سینون پر دوپٹے ڈالے رہین جس سے گلا اور کرتے
گریبان اور سینہ سب بند رہیگا۔ اسلئے کہ سینے وغیرہ پر نگاہ ڈالنے سے ہر دو کو زیادہ
ہیجان ہوتا ہے۔ اگرچہ سینہ وغیرہ زنانہ چھوٹے کپڑون سے یا کرتون سے
بند بھی ہون۔ لیکن پھر بھی اُبھار اُسکا اوپر سے معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے بطور
مزید احتیاط اور مزید حفاظت فتنہ خاص اُس اُبھار کو بھی چھپانیکا حکم ہوا۔ اسکے یہہ
معنی نہین ہین کہ باریک ململ یا کریب یا جالی وغیرہ کا دوپٹہ اوڑھ لیا جائے بلکہ
سنگین کپڑے کا دوپٹہ ہونا چاہئیے۔ جس سے اس حکم کی تعمیل ہو۔ یہہ نقص بھی پوشاک
عالیہ مروجہ مین قابل اصلاح ہے۔ بعدہ فرمایا جاتا ہے لایبدین زینتھن الخ الآیۃ
یعنی ظاہر ہونے دین اپنے سنگار کو مگر اپنے شوہر و پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر
کے باپ پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر یا اپنے بھائیون پر یا بھتیجون
یا بھانجون پر۔ ان سب سے حقیقی مراد ہین۔ اور رضاعی بھی حکم حقیقی مین داخل ہین
لیکن رسم متعارفہ مین کوئی رشتہ کیون نہو خالہ زاد بھائی پھوپھی زاد ماموں زاد
وغیرہ سب کے سامنے آنا جایز رکھا گیا ہے۔ یہہ بہت بڑا نقص ہے اور ضرور خلاف
حکم خدا ہے۔ اور حفاظت مطلوبہ اور طہارت قلوب مین فرق ڈالتا ہے کہان

ہین ہمارے وہ مسلمان بھائی جو نئی تعلیم کے بدولت یا یون کہیئے کہ تقلید اہل یورپ اس ناقص پردہ کو جو اہل اسلام مین مروج ہے عورتون پر ظلم اہل اسلام سمجھتے ہین۔ اور منشاء حکم الٰہی باآواز بلند پکار رہا ہے مصرعہ ہان تجھکو میرے سر کی قسم او زیادہ اسکے بعد حکم ہوا ہے یا اپنی عورتون پر یعنی غیر عورتون پر بھی زینت ظاہر نکرو۔ قربان اس حفاظت کے کہ کوئی پہلو حفاظت کا نہین چھوڑا گیا غیر عورات سے ایک تو یہہ کھٹکا ہوتا ہے کہ وہ حسن اور زینت کو دیکھکر دوسرون سے یعنی اپنے عزیزون سے یا اپنے شوہرون سے ذکر کرینگی جسمین بھی بقول مشہور ؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد + ایک فتنہ کا اندیشہ تھا۔ یا خود یہہ کسی وقت کسیکا پیام لائینگی۔ اور کٹنا پا کرینگی۔ یا اُسکی صحبت مین کسی بدکاری و بدفعلی کا شوق پیدا ہوگا۔ لہذا اس سے بھی منع فرمایا گیا۔ اب لیجیئے آپ تو باہر بازارونمین آزاد پھرنے کے لیئے راستہ ڈھونڈتی تھی یہان غیر عورتون کے سامنے آنے سے منع کیا گیا۔ اُس حیثیت اور لباس سے جس مین سے بعض اپنے حقیقی مرد عزیزون کے سامنے آنا جائز رکھا گیا ہے۔ یا اپنے ہاتھ کے مال پر۔ اسمین بھی بعض مفسرین و فقہا نے قسم مذکور کے نسبت انکار کیا ہے۔ اور علی ہذا۔ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ یعنی وہ خدمتی جو مرد تو ہین لیکن عورتونسے

غرض نہین رکھتے۔ اس وجہ سے کہ انکو خواہش تو ہوتی ہے اگر چہ قادر نہون
بہر حال اسکو داخل ستر سمجھا گیا ہے جس سے احتیاط اولی ہے۔ ان کے بعد
حکم ہوا ہے یا ایسے لڑکون پر جو عورتون کے بھید سے آگاہ نہین ہین یعنی
شہوت کی عمر کو نہین پہونچے ہین۔ اس موقع پر نزاکت کلام ربانی قابل
غور ہے کہ بہنوئی کے روبرو اظہار زینت کا حکم نہین دیا یعنی سامنے آنا جائز
نہین رکھا۔ حالانکہ جب تک ایک بہن نکاح مین ہے دوسری محرمات مین
داخل ہے اسمین مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ بھی باب فتنہ بند کیا گیا ہے
کیونکہ ممکن تھا کہ سالی اور بہنوئی مین نظر بازی کے بعد صلاح ہو جاتی کہ موجودہ
زوجہ کو طلاق دیکر نکاح کر لیا جائے۔ آب ارشاد ہوتا ہے کہ اس انداز سے اپنے
پاؤن زمین مین نہ رکھین کہ جن زیور کو چھپاتے ہین وہ جان لیا جائے۔
یعنی پاؤن کے زیور جو مثل جھیرون اور پازیبون اور خلخال وغیرہ کے ہوتے ہین
انکی آواز نہونے پائے۔ آب اسجگہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن
چیزونکو عورت کے جسم یا زینت سے داخل عورت یعنی چھپانیکی چیز مین داخل
نہین کیا گیا ہے محض پیر کے وجہ سے کیونکہ خود عورت کی آواز داخل عورت
یعنی چھپانیوالی چیز مین داخل نہین ہے۔ لیکن اس آیت مین پاؤن کے

زیور کے ساتھ اُسکی آواز کو بھی چھپانیکا حکم ہوا ہے۔ یہہ دلیل ہے اس امر کی کہ
اُس حکم کے دینے مین تنگی اور سختی تھی اور بہت سے کاروبار دنیوی وحوائج
بشری مین عورت کو سخت مجبوری ہوتی۔ اور اسمین وہ نہین ہے ممکن ہے کہ
آہستہ آہستہ چلین جب کسی ضرورت سے غیر محرم کے سامنے چلنے کا اتفاق ہو
اور یہہ بھی ممکن ہے کہ پاؤنکا وہ زیور جو آواز دیتا ہو اُتار کے رکھدین جسکے سامنے
زینت کا دکھانا منع نہین ہے اُنکے سامنے پہنین۔ یہہ آیت سورہ نور مین
واقع ہے۔ بعد قصہ افک و برات جنابہ عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
اور خود قصہ قذف جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بعد نزول آیہ حجاب واقع ہوا ہے
چنانچہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہین کہ آیہ حجاب کے نزول کے بعد ہمارے
واسطے ہودج بنایا جاتا تھا چونکہ مین اُس زمانہ مین سبک اور ہلکی بہت تھی لہذا
ہودج اُٹھانے والون کو اسکی تمیز نہو سکی کہ مین ہودج کے اندر ہون یا نہین
اور بعد اس قصہ لو بہتان عظیم کے اسکی ضرورت بھی تھی ہر چند اکثر مسلمانون کو اس سے
آگہی ہوگی لیکن اس موقع پر کچھ مختصر افک کا حال بھی بیان کردینا ضروری ہی ہر چند کہ
ظاہر مین ناگوار معلوم ہوتا ہی لیکن جب خدا نے خود فرمایا ہی لا تحسبوہ شرا لکم
بل ھو خیر لکم تو اس موقع پر مین بھی بہ نیت خیر عرض کرتا ہون۔ ایک

سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت جنابہ صدیقہؓ بھی تھین ہمیشہ کے
معمول کے موافق کچھ رات رہے سے کوچ ہوتا تھا اور ایک صحابیؓ منجملہ صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین جو امانت اور دیانت مین کامل تھے اور اُنکا نام صفوان بن معطّل تھا
ہمیشہ پیچھے چھوڑ دیے جاتے تھے۔ کہ بھولا بسرا سامان اگر کچھ رہجاتا تھا۔ تو وہ دن نکلے
دیکھکر اُٹھا لاتے تھے اور صاحب مال کے سپرد کر دیتے تھے۔ اس مرتبہ یہہ اتفاق پیش
آیا کہ حضرت عایشہ صدیقہؓ رفع حاجت کی غرض سے جنگل میدان مین تشریف لیگئین
اور بعد فراغت واپس آئین جب فرودگاہ پر پہونچ گئین تب معلوم ہوا کہ اُنکے گلے کا ہار جو از قسم
زیور تھا گر گیا ہے آپ اُسکی تلاش مین پھر اُس موقع کے طرف چلین اور گم شدہ ہار کو پایا بھی
لیکن جب فرودگاہ پر پہونچین تو کوچ ہو چکا تھا۔ تنہا نہ جا سکین وہین بیٹھ رہین نیند کے
غلبہ سے سو رہین آخر صبح نمودار ہوئی۔ حضرت صفوان بن معطّلؓ یعنی وہی صحابیؓ جو بھولی
بسری چیزین لیکر جاتے تھے سب طرف دیکھتے بھالتے پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت
اپنے کپڑون مین لپٹی ہوئی سو رہی ہے۔ اُن بزرگ نے دور سے یعنی الگ سے کھڑے
ہوکر آواز دی کہ کون ہے۔ جنابہ صدیقہؓ چونکین اور فرمایا کہ مین ہون عایشہ تب اُن
بزرگ مرد نے استرجاع کی یعنی آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
پڑھی۔ اور قصہ پوچھا جنابہ صدیقہؓ نے بیان فرمایا۔ تب اُن بزرگ نے اپنے اونٹ

پر صدیقہؓ کو سوار کر لیا اور آپ پیادہ پا مہار شتر پکڑ کر آگے آگے روانہ ہوئے۔
اسی قطع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور
صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچا دیا۔ منافقین کو جو یہ موقع ملا تو انہوں نے
بے بنیاد بہتان عظیم اٹھایا۔ اور کیا کیا شہرت دی گئی۔ اسمین آخر
بعض صحابۂ اجل بھی شریک ہو گئے تھے مثلاً مسطح رضی اللہ عنہ کہ بدری تھے
اور حسان رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ اس ذلت میں غرض لشکر اسلام میں ایک
غلغلۂ عظیم برپا ہوا۔ اور جملہ مسلمانان اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تشویش
اور رنج تھا۔ مختصر یہ کہ آیات برات حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شان میں نازل
ہوئیں۔ اور بہتان عظیم برپا کرنیوالوں پر حد افترا یعنی اسی تازیانہ لگائے گئے
اور ایسی تہمت لگانے والوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ جب تک چار شہادتیں لائیں
دعویٰ قابل قبول نہ ہوگا۔ حد افترا لگائے جائینگے۔ اور ہمیشہ کے لئے انکی
شہادت جدا قبول نہ ہوگی۔ کہ عند اللہ وہ کاذب ہیں۔ اس قصہ کو اللہ نے کئی
وجہ سے خیر لکم فرمایا اول تو خدا کی گواہی سے حضرت صدیقہؓ کا فضل طہارت
بہت زیادہ ہو گیا۔ دوم قواعد شہادت اسی ضمن میں ارشاد ہوئی۔ سوم آئندہ
کے لئے ایسے مفتریوں کی سرکوبی اور ذلیل اور ساقط الشہادہ ہو جانے

گویا باب افترا بند ہوگیا۔ چہارم یہہ قصہ بھی گویا ہماری تعلیم کے واسطے
تھا کہ ہم چشم عبرت سے علت اوسکی دیکھیں کہ کیا تھی۔ اور مسلمان عورتیں آیندہ ایسے
مواقع سے بچتی رہیں۔ اور مسلمان مرد اس موقع ہی کو اپنی عورتوں کی نسبت
نہ آنے دیں۔ علت اوسکی اسکے سوا کیا تھی۔ کہ اتفاق سے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا
تنہا چھوٹ گئیں تھیں کہ وہ ایک بزرگ اور امین صحابی کے ساتھ پیچھے سے لشکر
مین پہونچیں اور روایت مین یہہ بھی آیا ہے کہ وہ صحابی عورت پر قادر نہ تھے۔
اتنی ہی بات پر منافقین کو موقع ملا۔ بھائی مسلمانو ذرا غور سے دیکھو کہ حضرت
ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایسی بیوی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبہ اور
سب سے پیاری تھیں اور جنکی طہارت کی گواہی اللہ پاک نے خود ادا فرمائی اور
اور ایسے امین صحابی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زبان منافقین خَذَلَهُمُ اللّٰهُ سے متہم ہوئیں
جسکی نہ کوئی اصلیت ہو سکتی ہے اور نہ گمان اور خدا کی شہادت سے برات ہوئی
اسپر بھی مخالفین مذہب اسلام اپنے تصانیف مین کیا کیا زہر اگلتے ہین اور خرافات
بکتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس برات کے بھی قائل نہین ہین۔
تو ہمکو خیال کرنا چاہئے کہ ہماری عورتین جو صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈیوں سے
بھی بہت کم رتبہ ہین اور ہمارے وقت کے مرد جو اکثر انتہا درجہ کے فاسق معلن اور

زانی اور تبہ کار ہین اور جنپر کچھ خوف حدِ زنا یا حد افترا کا بھی فی زمانہ نہین ہے بحالت آزادی اور بازار مین نکلنے کے کیسے اس آفت سے بچ سکتی ہین۔ اگر کوئی عورت زنا سے بچی بھی تو بہتان سے بچنا محال ہے۔ اور جب اس قسم کا بہتان لگایا گیا تو خدا برات کی گواہی دیگا۔ نہ برات کسطرح ممکن ہے۔ کون کہنے والونکی زبان بند کریگا۔ کون بغیر شہادت اربعہ کے اسکو بہتان سمجھیگا۔ کون حدِ قذف مفتریون کو لگا سکیگا۔ سوا منھ کالا کر کے نکل جانیکے یا خود کشی کر لینے کے چارہ کار کیا ہے۔ اگر زیادہ جرأت کر گذرے مفتری یا زانیہ اور زانی مین سے کسی ایک کو مار ڈالا تو اُسکا انجام بھی وہی ہے۔ اس زمانہ مین جو لوگ پردہ کے بارہ مین بحث کر رہے ہین باوجودیکہ وہ خود آنکھہ سے دیکھہ رہے ہین کہ فلان کی عورت فلان سے یا خود بیسے اٹکی ہوئی ہے اور فلان فلان کے ساتھہ بدنام ہو رہی ہے۔ وہ خود نہین قیاس کرتے کہ اُنکی عورتین جب باہر بے پردہ آزاد پھیرینگی تو کیا وہ اسیطرح کسیکے پاس نہ جاینگی۔ کیونکر نہین شاید کوئی عفیفہ عورت ایسی ہوگی جو غیر مرد سے خلا و ملا رکھے۔ اور دو نوجوان بھی ہون اور شراب وغیرہ کے نشہ کا بھی چرچا ہو اور پھر دونو بچے رہین ہمتو صاحب حقوق نسوان کے اس شبہہ کو دیکھتے ہین جو انہون نے صفحہ ۹۱ مین لکھا ہے کہ ڈولی مین سے

نہین معلوم کون اُترتا ہی گھر کے مرد تو ہٹ جاتے ہین - اور پھر انکی
رائے بگیونمین ہوا خوری کی تو ہمکو اُنکے حواس کا معقول ہونا پڑتا ہے
یا باین شور اشوری یا باین بے نمکی - لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا
کو ہم کیسے بھول سکتے ہین جب حضرت یوسف علیہ السلام کا باوجود
نبی معصوم ہونیکے یہہ حال ہوگیا تو دوسرے کس شمار مین ہین -
فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ - ہان یہہ جب ہو سکتا ہے
ہم مین بھی اسقدر (بیحیائی) آئے تو بے نہی تہذیب آجائے کہ اس فعل
قبیح کو قبیح نہ سمجھین مثل دیگر حیوانات ہوجائین - اگر کوئی کہے کہ کیا سبب
باہر نکلنے والیان فاحشہ ہوجاتی ہین اور زنا کی مرتکب ہوتی ہین اور بے
پردہ والیان محفوظ رہتی ہین - تو اُسکا اول جواب تو یہہ ہو کہ بے پردہ
آزاد پھرنے والیان اکثر خراب ہوجاتی ہین جو کسیقدر بچ رہتی ہین
وہ حقیقی فعل زنا سے - لیکن زنائے چشم مین خود بھی انمین سے اکثر
مبتلا ہوتی ہین اور اپنے دیکھنے والے مردون کو بھی ہیجان دلا کر
مبتلا کرتی ہین - اور اکثر خون ریزیون اور فتنون کی باعث بھی ہوتی ہین
اور پردہ والیان اکثر محفوظ رہتی ہین - کمتر خراب ہوتی ہین اُسکا باعث

ہمیشہ پردہ اور حفاظت کا نقص ہوا کرتا ہے۔ اپنی زینتوں کا دکھانا نامحرموں کے سامنے آنا۔ میلوں ٹھیلوں میں جانا۔ جھروکوں اور کوٹھوں پر سے غیر مردونکا دیکھنا وغیرہ وغیرہ۔ اگر پوری پوری تعمیل حکم کیجائے تو ممکن ہے کہ یہہ خرابی بھی دفع ہو جائے۔ دوم جواب یہہ ہے کہ کیا ہمیشہ وہ غریب بیمار جنکا علاج اچھا اور پورے طور پر نہیں ہوتا اور بدپرہیزی بھی کرتے جاتے ہیں مرہی جاتے ہیں۔ اور جن امرا اور بادشاہوں کے علاج میں سخت احتیاط کے ساتھ حاذق اطبا اور ڈاکٹر وغیرہ شاقہ محنت اور پوری توجہ صرف کرتے ہیں اور ہزاروں روپیہ کی دولت خرچ ہوتی ہے تو کیا سب اچھے ہی ہو جاتے ہیں۔ کوئی انمیں سے مرتا ہی نہیں۔ اور جب دونو طرح مرنے والے مرتے ہیں تو آپکے مقولہ کے موافق علاج چھوڑ دینا چاہئے۔ یا ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم کراکے لائق بنانا چاہتے ہیں تو کیا وہ سب لائق ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں کہ تعلیم میں پورے تدابیر کئے گئے لیکن وہ شدت کے بدمعاش اور بیہودہ نکلے۔ اور بے تعلیم ہونہار انسے اچھے نکلتے ہیں۔ غرض انسان کو صرف کوشش اور تدبیر کا حکم ہے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ

الآیۃ ثانی - اسکے بعد دوسری آیۃ کی شرح بیان کیجاتی ہے -

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

ای پیغمبر اپنی بیبیون اور اپنی بیٹیون اور مسلمانون کی عورتون

یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ

سے کہدو کہ اپنی چادرون کے گھونگھٹ نکال لیا کرین - اس سے پہچانی

فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

اور کوئی چھیڑیگا نہین - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

یہہ آیت بھی عام ہے ازواج مطہرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیون اور مومنین کی عورتون کے لئے - اس آیت کے الفاظ خود ہی شہادت دے رہے ہین کہ یہہ حکم قبل نزول آیت حجاب وقرن فی بیوتکن کے آیا تھا کیونکہ بعد نزول ان دونو آیتون کے پھر ازواج مطہرات کو بھی اس حکم مین شامل کرنیکی ضرورت نہ تھی حکمت کاملہ حکیم مطلق کے قربان کہ اسنے جو بوجھ رکھا ایکبارنہین رکھدیا کہ جسکا اٹھانا دشوار اور سخت دشوار ہو جائے - اور تعلیم کا اقتضا بھی یہی ہے کہ جسقدر متعلم کی استعداد بڑھتی جائے اسقدر مشکلات تعلیم

بھی بڑھائی جائین - اور یہہ ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہی جس سے
کوئی جاہل بھی انکار نہین کر سکتا - چنانچہ یہی وجہ ہی کہ دین کامل
اسلام اور کتاب اکمل یعنی قرآن مجید - اور جناب سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کا جیسا اکمل و مکمل اُستاذ خیر الامم کی تعلیم کے لئے سب
کے آخر مین بھیجا گیا - اس آیت کے نزول سے پہلے مسلمانونکی
عورتین بھی مثل نساء مشرکین جاہلیت بغیر کسی ممتاز لباس کے
باہر نکلتی تھین چونکہ جاہلیت مین سفاح یعنی بیحیائی اور زنا کثرت سی
شایع تھا لہذا یہہ بھی مثل دیگر عورات کے راستے گلی مین ایذا دی
جاتی تھین یعنی چھیڑی جاتی تھین - جاہلیت والے نادانستہ اُنکو
چھیڑتے تھے - اگر یہہ جانتے کہ یہہ مسلمانون کی عورتین ہین تو خوف
فساد سے نہ چھیڑتے - اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہہ پہچان بتلائی -
یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِہِنَّ یعنی اپنی چادرون
کو لپیٹ کر گھونگھٹ نکال لیا کرین - تو پہچانی جائینگی - نہ چھیڑی
جائینگی - اور ستر عورت بھی ہوگا - یہہ ادنی درجہ کا پردہ پہلے تعلیم کیا گیا
تھا بعدہ آیہ حجاب نازل ہوئی - اور پھر وہ آیت سورہ نور کی جسکا ذکر

پہلے بیان کیا جا چکا ہے جس سے یہہ آیت منسوخ العمل ہو گئی -
آیۂ حجاب کا ایک جزیہہ ہے کہ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ
مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ -
یعنی تم اپنے نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگنا چاہو تو پردہ کے باہر سے
انکو - یہہ تمہارے قلوب کے لئے اور اُن امہات المومنین کے قلوب کیلیے
مزید طہارت ہے - ہمارے بعض جدید تعلیم یافتہ بھائیون نے اس
آیت مین یہہ بحث شروع کی ہی - کہ یہہ خاص حکم ازواج مطہرات نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ہے نہ عام - اسمین شک نہین کہ سیاق عبارت
سے خاص ہی حکم پایا جاتا ہے جیسا کہ ہمارے تعلیم یافتہ بھائی سمجھے ہین
لیکن شاید وہ اس معمولی کلیہ سے خبر نہین ہین کہ جس حکم کی علت معلوم
ہو جائے تو وہ حکم گو خاص ہو مگر اُس علت کے کھل جانے سے وہ خاص
نہین رہتا - اسی بے خبری نے سر سید احمد خان صاحب کو اسپر
آمادہ کیا کہ منخنقہ مرغی کو اُنہون نے حلال سمجھ لیا اور لوگون کے
دہوکا دینے کو اُنہون نے آیہ واقع سورہ مائدہ مین بحث لایعنی پیش کی
جہان لفظ وَالْمُنْخَنِقَةُ کا ارشاد ہوا ہے - وہان پر آپ نے فرمایا

گلا لفظ محذوف قرار دیکر صرف شاۃ یعنی بکری منخنقہ کو حرام قرار دیا۔ اول
یہہ امر کہ قرآن مجید مین ایسا تصرف خودہی ایک بُرا کام ہے۔ دوم خرابی
یہہ ہوئی کہ کیا اور کرنہ جانا جس سے مُبلغ علم فہم کا پتہ ملگیا۔ یعنی بفرض محال
اسے ہم مان بھی لین کہ سید صاحب کا باوجود تبیح ملا مرجع بھی خیال صحیح
تھا جب بھی تو یہہ اعتراض لازم آتا ہے کہ بکری جو حلال تھی وہ حرام کیون
ہوئی تو اسکا جواب اسکے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ خَنق سے گلا گھونٹ کے
مارنے سے تو معلوم ہوا کہ گلا گھونٹ کے مارنا ایک ایسی چیز ہے کہ حلال
جانور کو حرام کردیتی ہے جب یہہ تسلیم کرلیا جائیگا تو لامحالہ خود عقل سلیم اسکو قبول
کریگی کہ ہر جانور گو وہ حلال بھی ہو خنق سے حرام ہوجائیگا۔ شاۃ کی تخصیص نہین
ہوسکتی۔ اور ایسی تاویل صریح غلط ہے۔ اسی طرح اس آیت شریف مین جب علت
بیان فرمادی گئی ذٰلکم اطهر لقلوبکم وقلوبهن۔ کُم کا خطاب جو ضمیر جمع حاضر ہے
تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف اور ہُنّ سے کہ ضمیر جمع غائب کی
ہے اشارہ ہے امہات المومنین یعنی ازواج مطہرات کے طرف۔ اور یہہ دونو
قلوب ہمارے اور ہماری عورتون کے قلوب سے بہت ہی طاہر اور اطہر تھے
جب انکی مزید طہارت کے لئے پردہ کی اوٹ سے چیز ملنگنے کا حکم ہوا جسکا

نتیجہ یہہ ہے کہ دونو مین سے کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھے کہ شاید قلوب پر بد اثر پڑے - تو ہمارے واسطے اور ہماری عورتون کے لئے اور بھی اسکی ضرورت ہے کہ یہان قلوب پہلے ہی نجس ہین خصوصًا اُن قلوب کے مقابلہ ہین - لہذا ہمکو اور ہماری عورتون کو اسکی تعمیل اور بھی لازم ہوگئی - اور قلب کا فعل زیادہ تر قابل گرفت ہے - چنانچہ خود فرمایا - لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ

اب مین آپ کو دوسرے طور پر سمجھاتا ہون - مثلاً ایک باپ نے یا اُستاد نے اپنے لڑکے یا شاگرد کو منع کیا کہ تم زید کی صحبت مین نہ بیٹھا کرو یا اُسکے گھر نہ جایا کرو - یہانتک تو علت ممانعت مخفی ہے - گنجایش ہو سکتی ہے کہ خاص ممانعت ایک ہی شخص کو خاص زید کے گھر جانے سے یا صحبت مین بیٹھنے سے ہوئی - لیکن جب یہہ بھی بیان کردیا جاے کہ اُسکے ہان تاڑی و شراب قماربازی وغیرہ بد افعالیون کا چرچا رہتا ہے - تو علت امتناع معلوم ہوگئی - اب نتیجہ یہہ نکلا کہ صرف زید ہی کی صحبت اور مکان پر جانا ممنوع نہین ہوا - بلکہ جہان کہین اس قسم کی بد صحبت ہو وہان بھی جانیکے لئے یہی ممانعت کافی ہے اور پھر کیا اُس باپ کے دوسرے لڑکون یا اُس اُستاد کے دوسرے شاگردونکا جنکو اس ممانعت کی اطلاع ہوگئی ہے

پھر سمجھ لینا کافی۔ اور درست ہو سکیگا۔ کہ صرف فلان کو یہہ ممانعت ہوئی
تھی۔ ہمکو تو نہیں ہوئی تھی یا صرف زید کے گھر جانیکی خاص ممانعت تھی
خصوصًا جنکو سعادت مندی میں کچھ حصہ لینا ہو۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ
تعلیم یافتگی کا دعوی بھی ہے اتنا نہیں سمجھا جاتا ہے کہ ہم ذی علم بھی
ہیں۔ اور جو ہم سمجھے ہیں کوئی نہیں سمجھا۔ اسی زعم پر تو اُس امر میں بحث چھڑی
گئی ہے جسکو تیرہ سو برس سے اہل قرآن نے ابتک عمدہ سمجھا اور اختیار
کیا تھا۔ پھر ایک شخص نے نہیں بلکہ کروڑوں بھی اشخاص نے اُن سبکو
بیوقوف اور ایسا بیعلم سمجھ لینا کہ انہوں نے قرآن مجید کے خلاف پردہ کا
حکم اپنے طرف سے نکالا اور اپنے علم کا یہہ کمال کہ اتنی موٹی بات بھی نہیں
سمجھے جسکا بیان سطور بالا میں کیا گیا۔ میرے نزدیک جو لوگ اہل اسلام کی عورتون
کے پردہ کو اُٹھانا چاہتے ہیں اُنکو اپنے قلوب اور اپنی آنکھوں اور اپنی عقلوں پر
سے پہلے غفلت کا پردہ اُٹھانیکا علاج کرنا چاہیئے۔

اب چوتھی آیت بیان ہوتی ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ اسمین تو خاص چاردیواری مین رہنیکا
حکم ہوا ہے یعنی اپنے گھروں مین قرار پکڑو اور نہ دکھاتی پھرو شان دکھانے

جاہلیت اولی کے۔ اس آیت میں بھی خاص خطاب ازواج مطہرات کی طرف ہے
اور یہہ تخصیص اور بھی مفید ہمارے دعوی کی ہے۔ کئی وجہوں سے اول یہہ کہ
ظاہر ہے کہ اس حکم میں ایک سختی ہے جو یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ کے خلاف ہے
اور یہہ سختی جائز نہیں ہو سکتی اُسوقت تک کہ یہہ تسلیم نکرلیا جائے کہ ازواج مطہرات
کو اپنے حوائج ضروری میں اسکی احتیاج باقی نہیں رہی تھی کہ انکو اپنے گھر سے
باہر نکلنے میں مجبوری اور شدید ضرورت ہو۔ خادم وغیرہ اسقدر تھے کہ ضروری
کام جو گھر سے باہر نکلنے کے بغیر نہو سکتے تھے۔ اُنسے نکل جاتے تھے۔ تو اسکا
نتیجہ یہہ نکلا کہ عام نساء مومنین پر یہہ بوجہ حکم اس وجہ سے نہیں رکھا گیا کہ انکی
ضرورتوں میں حرج اور تنگی کا باعث ہوگا۔ پھر جہاں ایسا ہو یعنی لونڈیاں
نوکر چاکر گھر کے محرم مرد سب باہر کے کام انجام دیسکتے ہوں وہاں اس حکم کی
تعمیل لازمی ہوگی۔ کیونکہ جس علت سے وہ تیسیر یعنی بضرورت باہر نکلنا جائز رکھا
گیا تھا وہ مرتفع ہے اور مباح امر کو بلا ضرورت اختیار کرنا قریب بحرام پہونچ جاتا ہے۔
دوم اللہ تعالی نے اپنے نبی کی ازواج کی زیادہ حفاظت فرمائی۔ اور یہہ آیت نازل
فرمائی تو کیا دوسروں کو زیادہ حفاظت اور احتیاط ممنوع اور قبیح ہو جائیگی۔
نہیں ہرگز نہیں۔ سوم جسطرح ہم مردوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اقوال اور افعال کا اتباع سنت اور موجب کثرت ثواب اور باعث عزت کونین ہے اسی طرح ہماری عورتون پر بھی اتباع ازواج مطہرات لازم اور اُنکے فخر کا باعث ہے۔ کیا آپ کو اتنا بھی معلوم نہین۔ سگ اصحاب کہف روزِ چند + پئے نیکان گرفت مردم شد

اب آپ انصاف سے ہمارے اس سوال کا جواب دیجئیے کہ آپ مسلمانی کا دعویٰ کر کے مسلمان عورتون کو ایک عمدہ ترین فعل کی اتباع سے جسکو ائمۂ علینا نے اپنے پیارے نبی کی مطہرات ازواج کے لئے بنظر مزید احتیاط و حفاظت تجویز فرمایا تھا پھیر کر اُنکو نصاریٰ کی عورتون کے فعل کا متبع بنایا چاہتے ہین مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا جس سے مقصود آپکا یہہ ہے کہ مسلمان عورتون کو بھی علانیہ اس سج دھج کے لباس اور آرایش کے ساتھ غیر مردونکے ہمراہ باغون مین تنہائی مین عام مردانہ جلسون مین آزادانہ پھرنکی اجازت ہو جائے۔ اسیطرح برہنگی کے لباس کے ساتھ جسمین سینہ وغیرہ سب کھلا ہو۔ بال کے جلسون مین غیر مردون سے لپٹ کر رقص کرین اسطرح کہ سینہ سے لیکر تا زانو مردونکے جسم مین وصلی کیطرح چسپان ہو جاوین[۱]

---

[۱] اس موقع پر اگر کوئی صاحب یہہ اعتراض فرمائین کہ ناواقفی قاعدہ بال سے ایسا لکھا گیا حالانکہ جسم چسپان ہونا مال کے ناچ مین قاعدہ کے رو سے عیب ہے فقط دونو کمر مین ایک ایک ہاتھ ڈال لیتے مین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ چشم دیدہے اور جسقدر قاعدہ مین ہے وہ خود کیا کم ہے

اور اہل اسلام بھی اسدرجہ بیحیا نہین نہین ننے مہذب ہو جائین کہ یہہ سب
اپنی آنکھون سے دیکھا کرین جیسے یورپ کے تہذیب یافتہ عموماً دیکھتے ہین
اور کچھ پروا نہین کرتے۔ پھر آپکو ہم اس آیت کا مصداق کیون نہ سمجھین
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی جو لوگ یہہ چاہتے ہین کہ
فحش شایع ہو مسلمانون مین اُنکے لئے دکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت مین۔
اور آپکو ہم دشمنِ اسلام کیون نہ سمجھین یا کم سے کم نادان دوست۔ اور
مشہور ہے۔ دوستیِ بیخرد چون دشمنی است۔ اسپر بھی اگر آپ اپنی اُسی کہہ را
پر اڑے رہین تو ہم آپکو منع نہین کرتے۔ پہلے اپنے اپنے گھر کی عورتون
سے شروع کیجیے۔ جدید تہذیب اختیار فرمانے بعد چندے خود ہی انشاءاللہ
پچھتائیگا ایکدن ہمارا کہنا سامنے آئیگا۔ پمفلٹ بیگم صاحبہ آئے تو بہ لیڈی
صاحبہ کے کارنامہ کا کہین نہ کہین سے چلے گا ابھی جیسا کہ دیکھ چکے
ہین پھر ناظرین دیکھینگے آپکو تو نہ عبرت ہوئی ہے نہ ہوگی۔ لیکن اور مسلمان
بھائی جنکو اللہ کی اور رسول کی اطاعت کی توفیق دی گئی ہے اُنکے
لئے تازیانہ یا عبرت تازی کی مثل پوری ہوگی لطیفہ صاحب رسالہ حقوق

نسوان نے اپنے رسالہ مین یہہ بھی لکھدیا ہے کہ مسلمانون نے اسکو تو
جایز کرلیا ہے کہ غیر قوم کے عورات کو خود خوب آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھین
لیکن اپنی عورتونکو پردہ مین رکھتا ہے کہ کوئی نہ دیکھے۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگر
اس رعایت سے یہہ پردہ کے بارہ مین گفتگو ہے کہ عوض دارد گلہ ندارد
غیر قوم والے جنکے عورتونکو یہہ رائے دینے والے دیکھتے ہین اُس قوم
والے اپنی عورتونکو بھی دیکھلین کہ جس سے عاقبت کا مواخذہ کم ہو جائیگا
تو مرحبا۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ لیکن اس مین بھی یہہ التزام ضروری
ہے کہ زید کی عورت کو اگر یہہ دیکھین تو زید بھی انکے عورت کو بھی دیکھے کیونکہ
گناہ کا مواخذہ تو شخصی ہوگا نہ قوم سے۔ جب ہم اسباب کو پورے
طور پر ثابت کر چکے ہین کہ پردہ موجودہ ناقص ہے خود قابل بہت اصلاح کے
ہے اور مسلمان عورتون کے لئے اس سے بھی زیادہ پردہ کی ضرورت ہے
اور باہر نکلنا لباس ساتر کے ساتھ جس سے اصلی لباس زینت اور زیورات
اور تمام آرایش چھپی رہے مثل برقع وغیرہ کے اگرچہ بحالت شدید ضرورت
بہتر اجایز بھی ہو لیکن اولیٰ یہہ ہے کہ عورت اپنے لباس ساتر کے ساتھ
اپنے گھر مین قرار پکڑے اور اپنے سنگار کو بھی جو گھر کے اندر کیا جاتا ہے

سوا اُن مردون اور عورتون کے جنکی اجازت پہلی آیت مین بیان ہو چکی ہے کسیکو نہ دکھائے۔ پہلے چونکہ ہمارے طرف سے دعوی ہو چکا ہے کہ قران مجید مین جو حکم اور احکام نازل ہوئے ہین انکی تعلیم ہمکو حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو چکی ہے۔ اب ہمکو جدید معانی اور نئے مطالب کے غور کی ضرورت نہین ہے۔ اگر کوئی صاحب غور فرما کر ایسا کرین تو بغیر سند حدیث وغیرہ کے ہم اُسکو نہ مانینگے۔ اسلئے ضرور ہوا کہ ہمنے جو نتیجہ ان آیات کا نکالا ہے اُسکو حدیث کی سند سے مستند کر دکھائین۔

وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰهِ ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف کتاب الصلوۃ باب الجماعۃ مین عَنْ ابن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ یعنی عورتین تمہاری اگر جماعت کے لئے مساجد مین جائین تو منع نکرو۔ اُنکے گھر اُنکے واسطے بہتر ہین۔ یعنی نماز گھر کے گھر مین پڑھ لینا اُنکے لئے بہتر ہے مسجد مین پڑھنے سے رواہ ابوداؤد حدیث عَنْ ابن مسعود قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا

فِیْ مَخْدَعِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا فِیْ بَیْتِھَا یعنی نماز عورت کی اسکی گھر میں یعنی جہاں وہ رہتی ہے اور سوتی بیٹھتی ہے افضل ہے اسکی اس نماز سے جو صحن مکان میں یا ڈیوڑھے وغیرہ میں پڑھے۔ یعنی اس سے باہر گرداحاطہ مکان کے اندر ہو۔ اور جو نماز وہ مخدع یعنی کوٹھری وکوٹھری یا اندرونی مکان کی کوٹھری میں پڑھے افضل ہے اس نماز سے جو اپنے سونے اور بیٹھنے کے مکان میں پڑھے۔ غرض اس سے یہ ہے کہ جسقدر زیادہ پردہ میں پڑھے اسیقدر فضیلت ہوگی رواہ ابوداود۔ حدیث عن ابی ھریرہ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ حَبِّیْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ الْمَرْءَۃِ تَطَیَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰی تَغْتَسِلَ غُسْلَہَا مِنَ الْجَنَابَۃِ یعنی نہیں قبول کیجاتی نماز اس عورت کی جسنے خوشبو لگائی ہے مسجد میں جانیکے لئے یہانتک کہ غسل کرے وہ مثل غسل جنابت کے۔ غسل جنابت جو فرمایا گیا یہ مبالغہ ہے خطیب لگاکر مسجد میں آنا سبب اور ہیجان شہوت ہے۔ لہذا حکم جماع میں داخل رواہ ابوداود واحمد ونسائی بنحوہ۔ حدیث عن ابی موسیٰ اشعری۔ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ

وَاَنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا ۔

یعنی ہر آنکھ زانیہ ہے بوجہ نظر بد کے خواہ مرد کسی غیر عورت کو دیکھے یا عورت کسی مرد بیگانہ کو اور تحقیق کہ جو عورت خوشبو لگا کر ایسی مجلس میں آئے جس میں مرد بیگانہ ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہے یعنی زانیہ ۔ رواہ الترمذی ولابی داؤد والنسائی نحوہ ۔ الحمد للہ کہ ان احادیث سے میری تحریر کی تائید بخوبی ہوگی یعنی باوجودیکہ نماز جماعت میں ستائیس حصہ ثواب زیادہ ہے لیکن عورات کے لیے پہلی اور دوسری حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ انکو اپنے گھرون مین بلکہ کوٹھری در کوٹھری مین نماز پڑھنے مین اچھائی ہے ۔ اور فضیلت ہے ۔ اور احادیث سوم چہارم مین خوشبو لگا کر مسجد مین آنیکو منع کیا گیا ۔ اسکے کیا معنی ہین کہ جسم کی آرایش یعنی لباس اور زیور وغیرہ جسکے چھپانیکا اغیار سے حکم ہے ۔ تو برقع مین بھی پوشیدہ ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ اتنی گنجایش پا کر عورات ہجوم کرین تو اُس آرایش سے روکا گیا ۔ جو کپڑے سے یعنی جلباب اور برقع وغیرہ سے بھی چھپ نہین سکتی ۔ اور شوہر والی عورتین اس سے بہت ہی کم خالی رہ سکتی ہین البتہ وہ غیر مشتہات عورتین جو نکاح سے نا امید ہو چکی ہین ۔ جنکے نسبت زینت کے اُتار ڈالنے کا حکم قرآن مجید مین ہوا ہے اس سے خالی رہ سکتی ہین ۔

اُنکے لئے وہی حکم ہوسکتا ہے بُیُوتُهُنَّ خَیْرٌ لَّهُنَّ غرض ان احادیث سے بھی یہہ اچھی طرح ثابت ہوا ہے کہ اولی یہہ ہے کہ عورت پردہ سے کسیطرح باہر نہ نکلے۔ مگر بحالت مجبوری سب قسم کی ارائشات کو چھپاکر اور یہہ ہم مسلمانونکے لئے وہ قول جناب سیدنا و مولانا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا کافی ہے جسکی نقل ہمارے ہم مشرب صاحب رسالہ رد المحجوب فرما چکے ہین کہ فرمایا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اُن لوگون سے مخاطب ہوکر جنکی عورتین باہر نکلتی تھین کہ کیا تمکو شرم نہین معلوم ہوتی کہ مین سنتا ہون تمہاری عورتین بازارون مین نکلتی ہین اور غیر مردونسے ملتی ہین۔ ورنہ اگر کسیطرف بسراست اور یہی طریقہ عرب مین جاری دیکھا گیا ہے کہ شرفائے عرب یعنی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی عورتین پردہ سے باہر نہین نکلتین بلکہ یہان تک کہ جمعہ کی نماز مین بھی باوجودیکہ مسجد حرام و مسجد نبوی کی ایک نماز صدہا نماز و نسے ثواب مین زیادہ ہے نہین حاضر ہوتین۔ اور جو غربا اور محتاج ہوائین وغیرہ ہین وہ بمجبوری اگر اپنے حوائج ضروری کے لئے باہر نکلتی ہین تو اسطور پر کہ تمام جسم جسکا چھپانا فرض ہے۔ اُسکے سوا ہاتھون مین دستانے اور پاؤن مین پاتابے سیاہ رنگ چمڑے کے اُسپر جوتا جو مثل سلیپر کے ہوتا ہے

اور برقع جسمین چہرہ بھی چھپا ہوا صرف آنکھون کے مقابل جالی اور نیچا
اسقدر کہ زمین مین لٹکتا ہوا۔
اب ہمارے بھائیون کو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ حدیث چہارم سے کون باہر نکلنے والی عورت بچ سکتی ہے بشرطیکہ جوان مشتہاتہ ہو۔ کیا خدا اور اسکے رسول کے نہی کو مسلمان بالکل اٹھا دین اور آپکی رائے کو ایسا تسلیم کرلین کہ وحی سے اور حدیث سے بھی زیادہ۔ جو مسلمان ہین وہ تو کبھی ایسی ہرزہ گوئی کو نہ مانینگے۔ بلکہ ایسا بوچ لچر بکنے والے کو خارج از اسلام و عقل۔ وغیر لایق خطاب وجواب سمجھینگے۔ اب اسکے بعد مجھے ہفوات کا جواب دینا ہے جو بعض مخالفین نے ابلہ فریبی کے لئے بعض کتب فقہہ سے نکالکر پیش کیا ہے۔ واضح ہو کہ جن فقیہہ اقوال کو بحوالہ فتاوے عالمگیری و فتاوائے قاضیخان و فتح القدیر و فتح الباری وغیرہم سے نکالکر پیش کیا ہے وہ اس سے زیادہ نہین ہین کہ بلفظ یجوزُ و یُباحُ دو اقوال ہین۔ اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول جہان ہے وہان عند الضرورت کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور متقین فقہا رحمہم اللہ اجمعین نے مامون عن الشہوۃ کی بھی قید لگادی ہے

صورت مین جب ہمکو عندالضرورت اور کھلے رکھنے کے جواز مین اُن
اعضاء کی گفتگو نہین ہے جو گفتگو ہی وہ بلاضرورت اور بلامجبوری باہر نکلنے مین ہے
پہر یہ دلایل مدعیون کے اُنکے دعوی کے لئے مفید نہین ہو سکتے
بلکہ ہمارے دعوے کے مفید ہین۔ اسکے علاوہ اس موقع پر یہہ بھی
کہہ دینا ضرور ہے کہ یہہ جواز یعنی باہر نکلنا عورات کا اُن حیثیات سے ہے
جنکا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ جب شرعی ہونیکی بنا پر پیش کیا گیا ہے تو
اس سے تجاوز کرنے والون کے لئے جو حدود شرعیہ مین اُنکا بھی جاری
ہونا لازم ہے۔ یعنی زنا سے محصنہ مین جو شوہر دار عورت یا زوجہ رکھنے
والے مرد سے واقع ہو اگر دونوں ایسے ہی ہون تو دونو کا رجم کیا جائے
اگر ایک ہے تو ایک کو رجم اور دوسرے کو سو تازیانہ اور زناء غیر محصنہ
مین دونو کو سو سو تازیانہ۔ اقذف محصنات یعنی اتہام کی حالت
مین چار گواہ رویت کے اتہام کرنیوالا پیش نکر سکے تو اسّی تازیانے
اور اُسکے سوا ہمیشہ کے لئے اُسکی شہادت نہ قبول کیجائے کیونکہ
یہہ جواز اگرچہ عندالضرورت رکھا گیا ہے لیکن یہہ ضرور قابل تسلیم کے ہے
کہ اُسوقت جبکہ حدود شرعیہ جاری تھے اور اُسکی ہیبت سے اس فتنہ کا

بہت کچھ آپ ہی انسداد ہو چکا تھا جس سے مرتکبین کو آنکھ اُٹھانیکی جرأت
نہوتی تھی۔ تب اسقدر اجازت دی گئی تھی جب وہ ہیبت سزا کی اُٹھوا دی گئی
ہے۔ اور زنا کا اسقدر شیوع ہے کہ غالباً علانیہ بھی لوگ شرماتے ہونگے
اور یون علانیہ نکرتے ہونگے۔ عورات بیچاری خصوصاً شرفا کی تو بہت زیادہ محفوظ
نکلینگی۔ لیکن مردون مین تو شاید فی ہزار ایک بھی نہ نکلیگا۔ جو اس بلا سے محفوظ
رہا ہو۔ جدھر آنکھ اُٹھا کے دیکھئے بالاعلان زنا ہو رہا ہے نہ خدا سے
شرماتے ہین نہ خلق خدا سے۔ ایک سرے سے امیر غریب شریف رذیل
ہر قوم و ملت کے اسمین مبتلا ہین اِلّا مَاشَاءَ اللہ پھر جب یہہ کیفیت
ہمارے وقت کی ہو رہی ہے تو عقل اور احتیاط اسکی مقتضی ہے کہ پردہ مین
اور بھی غلو کیا جائے۔ نہ یہہ کہ پردہ موقوف ہو۔ کیا ہماری آنکھین اندھی
ہین ہم نہین دیکھتے کہ باانیکہ سرکار سے پولیس اور خفیہ پولیس راہزنی
ڈکیتی وغیرہ کے محکمجات قایم ہین اور بدمعاشون کو سخت سخت سزائین بھی
دیجاتی ہین اور ہر شخص اپنے دولت کو حفاظت سے رکھتا ہے۔ لیکن پھر
بھی آئے دن چوریان نقب وغیرہ کے ذریعہ سے اور رہزنیان اور ڈاکے
وغیرہ ہوا کرتے ہین۔ تو بھلا کب عقل اسبات کو قبول کر سکتی ہے کہ جب یہہ

حفاظتین اور سزائین بکلم اُٹھا دیجائین اور چوری اور راہزنی اور ڈکیتی کی وارداتین دھڑا دھڑ ہوتی رہی ہون۔ ایسے وقت مین یہہ رائے قبول کیجا سکے کہ کچھ ضرورت حفاظت کی نہین ہے۔ خزانہ پر سے پہرے اُٹھا لئے جائین۔ رات کو سب اُن کے دروازے کھلے رکھے جائین اپنے مالون کو جائے محفوظ مین رکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ دروازے کے باہر ڈالدے جائین۔ ہم اہل انصاف سے پوچھتے ہین کہ کیا وجہ ہے کہ ایسی رائے دینے والون کو مجنون اور پاگل نہ سمجھا جائے۔ اگر اس ہمارے سوال کا یہہ جواب ملے بیشک اور یقین ہے کہ بالضرور یہی ملیگا تو ہم اب اس امر کا جواب بھی چاہتے ہین کہ پھر یہہ پردہ اُٹھانیکی رائے دینے والے۔ اسکا جواب عاقلان خود میدانند بعضے اوندھی عقل والون کو اور نئی بے تکی سوجھی ہے کہ پردہ باعث کثرت زنا ہے کیونکہ الانسان حریص علی ما منع کا اقتضا بھی ہے اسکا جواب تو یہہ ہے کہ پھر کل ممانعتین اُٹھالی جائین خدا کیطرف سے بھی عن المنکر بکار ملکہ باعث ارتکاب ہوئے۔ بادشاہان دنیا کے طرف سے قانونی ممانعتین بھی علی ہذا۔ کیا اندھیر ہے کہ مقولہ عصمت بی بی از بے چادری کو بھی نہین سمجھتے جبکہ کوئی عورت باہر ہی نہ نکلے اور نہ مل سکے تو زنا کیونکر واقع ہو سکتا ہے

یہہ انکا باہر نکلنا باعث ہیجان اور کثرت سے زانیہ عورات کا ملجا ماوا باعث ارتکاب زنا ہے بے پردہ سے ہ چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش درنظر یہی وجہ ہے کہ ہمکے صالح اور خواہدان صاحبون کے نظر سے پوشیدہ ہو رہے ہین بیشمار اوسکے اول عیوب ظاہر کئے جاتے ہین - اب ہم مخالفین پردہ کو اس سے بھی آگاہ کئے دیتے ہین کہ اگر اُنکی یہہ ناپاک راے کسیقدر رایج بھی ہوئی تو اُس سے یہہ تو نہین ہو سکتا کہ برا کام اچھا ہو جائے قرآن مجید صاف شہادت دیتا ہے لا یستوی الخبیث بالطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث اور یہہ ضرور ہوگا کہ اس آزادی سے جسقدر گناہ اور زنا وغیرہ ہونگے وہ سب انہین مخالفین پردہ کے معرفت لکھے جاینگے - جسطرح اور ولالونسے مواخذہ ہوگا اُسیطرح انسے بھی ہوگا بلکہ اُس سے زیادہ یہہ ہوگا کہ مرنیکے بعد پیچھا نہ چھوٹیگا ایصال اجر ہوا کریگا - وما علینا الا البلاغ ہ

بتا تو قاتل کہ روز محشر چھپے گا احوال قتل کیونکر + جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

حصہ چہارم نکاح

اسمین مساۃ کے طرفداروں کو دو قسم کی بحث ہے - اول طریق مختار ہے یعنی طریق نکاح مین منگنی کا طریق اور نکاح کے قبول کا طریقہ قابل اصلاح

دوم تعدد ازواج ہین کہ مردون کو چار نکاح تک جائز ہین اور عورات کو ایک
کے سوا نہین یہہ ظلم ہے ۔ اور اسکا یعنی مردونکے چار نکاح تک کا حکم قرآن
مجید مین نہین ہے ۔ اول کے نسبت کورٹ شپ کا طریقہ اگرچہ دل سے انکے
پسند ہے لیکن صاف زبان سے نہین کہہ سکتے ۔ کورٹ شپ کا طریقہ مختصر
طور پر پہلے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مرد اور عورت جو آیندہ زوج اور زوجہ ہونیکی
خواہش رکھتے ہین اسوجہ سے کہ یہہ دونو عمر بھر کے لئے نباہ کرینگے یورپ مین
تہذیب یہہ مین مجاز ہین کہ آپسمین چند سے ملتے رہین ۔ خلوت مین مجالس عام
مین باغ مین رات مین دن مین جسمین ایک عمدہ بات یہہ سمجھی گئی ہے
کہ اسمین برتاؤ سے صورۃ سیرۃ تمام حالات ظاہری و باطنی ایک دوسرے کے
معلوم ہوجاتے ہین ۔ اگر کسی امتحان مین کوئی ناقص نکلے تو دوسرا
کنارہ کشی کر سکتا ہے ۔ اگر قبل کنارہ کشی یعنی بحالت ہمکناری کوئی گل کھلا
اور کوئی احتمال درجہ عین الیقین تک پہونچگیا تو کچھ رقم نقد بھی مرد سے
لیجاتی ہے اگرچہ جو کچھ ہوا ہو نہ بالجبر بلکہ بتراضی باہمی ہوا ہو ۔ اہل منشا جدید
تعلیم یافتون کا بھی یہی ہے اور اسی کو پسند کرتے ہین ۔ اور صاف کہتے ہین
کہ یہہ رسم شرفاء اہل اسلام مین بہت بری ہے ۔ کہ بے دیکھے بھالے ایک

بدصورت بدمزاج بے سلیقہ اندھی کانی غیر صحیح الاعضا عورت گلے سے باندھ دیجاتی ہے جسکا نتیجہ اکثر یہہ ہوتا ہے کہ زنا اتفاقی واقع ہوتی ہے۔ اور مردکو اپنے پیشہ کی دوسری کرنی ہوتی ہے۔ کیا اندھیر ہے کہ دمڑی کی ہانڈی بازار مین لی جاتی ہے وہ بھی ٹھونک بجا کے یہان بیوی صاحبہ جو عمر بھر کے لئے گلے سے باندھ دیگئی ہین اُنکے پسند کا موقع نہین دیا گیا۔ اسی منشاء کو صاحب رسالہ حقوق نسوان نے بھی دوسرے الفاظ مین ادا کیا ہے۔ اب ہم پہلے یہہ پوچھتے ہین کہ اسمین حق نسوان جسکے یہہ صاحب مدعی ہین کیا ضایع ہوتا ہے یہہ شکایت تو مردون کے طرف سے ایک طور پر بجا متصور ہوسکتی ہے بلکہ عورتون مین سے تو بدصورتون اور بدمزاجون اور بے سلیقاؤن کی کھپت ہوجاتی ہے ورنہ اُنکو اکثر بے شوہری کی زندگی بسر کرنی پڑتی۔ پھر ایک طریقہ منگنی کا جو رکھا گیا ہے اسمین لڑکی والون کو بہت بڑی مہلت ہے کہ وہ اپنے داماد کے جملہ حالات کی اچھی طرح دیکھ بھال یا دریافت و تحقیق کرسکتے ہین۔ کیونکہ اکثر بہت بڑی وسیع مدت یعنی سالہا سال کے بعد شادی ہوتی ہے۔ لیکن یہہ صاحب اس سے مجبور ہین کہ اُنکو نہ اپنے دعوے کی خبر ہے نہ اُسکے ثبوت کی اور نہ رد و بدل کی۔

ہمنے انکی تحریر مین یہہ بات تو ابھی تک دیکھی ہے کہ نوع انسان میں جو طبقہ شرفا کہ
اعلیٰ طبقہ مین خیال فرماتے ہین عرب ورثاء کو اس قوم کے شرفا سے جیسے ہو غرض
ہے کہ جس ملک کے باشندونکے نسبت ہو بحث شرفا ہے اس ملک [illegible]
مختلف طبقات ہین اور یہہ بھی طریقہ رائج ہے کہ پیوند ہم کفو مین اچھا سمجھا گیا ہو
یہانتک کہ شرفاء اور اراذل سب اسکو پسند کرتے ہین۔ اور غیر کفو کی عورت
جو اولاد ہو اسکی شادی تک ہوا سکے کہ اس قسم کی عورت کے اولاد کے ساتھ ہو
اصل قوم پدری یعنی برادری مین نہین ہو سکتی۔ کیونکہ پوری شرافت اسکا نام
رکھا گیا ہے جس مین نسب اور حسب دونو برابر ہون۔ سب علاوہ دیگر [illegible]
وغیرہ کے جو نعوذ باللہ کور نسب وغیرہ مین ہوتی ہے۔ یا شکل ہے سب کے کیا طریقہ
کیسے چل سکتا ہے۔ جب یہہ بدیہی شکل بھی مسلم ہے کہ تتابع الاضداد اندھی بہری
گونگی۔ بدصورت۔ لڑکیان۔ شرفا کے گھرون مین بھی پیدا ہوتی ہین
پھر آخر یہہ کہان جائینگی۔ اگر بالفرض بقول صاحب رسالہ حقوق نسوان تصویر
بھی دکھائی جائے جس سے صرف حسن صورت معلوم ہو سکتا ہے تب بھی ہر مرد
حسین عورت کو اور عورت حسین مرد کو پسند کریگی۔ ایک طرف کے پسند اور
ایک طرف کے ناپسندیدگی۔ پھر قابل فیصلہ باقی رہیگی۔ جسکا فیصلہ اسکے سوا

کچھ نہو سکیگا کہ یا تو ایک طرف جبر کیا جائے جس مین پھر وہی بات نکلے۔ یا صاف
جواب انکاری ہو جسمین بہت سے فتنے اُس پسند والے کی طرف سے
ممکن ہے۔ اگر وہ مرد ہے تو دوسری جگہ شادی اُس لڑکے کی ہونے ندیگا۔
جہانتک اُسکا قابو چلیگا کوئی فساد اُٹھا نہ رکھیگا بلکہ اس حالت مین اُس جدید
مرد کی زندگی خطرہ مین رہیگی۔ اور اگر عورت ہے تو وہ دوسرے مرد کو پسند
نکریگی اور اگر بالفرض پسند بھی کرے تو ممکن ہے کہ اس عورت کے وہ
عیب وہان بھی اُسکو پسند کے قابل نہ رکھے۔ اسکے علاوہ عموماً بدصورتون
کو کوئی بھی پسند نکریگا خصوصاً اسوجہ سے کہ ہر نفس مین یہہ امر دیکھا جاتا
ہے کہ اپنے آپ کو کوئی شخص نالایق اور بدصورت اور بُرا نہین سمجھتا
اسی وجہ سے کوئی بدصورت بھی اپنے لئے جفت بدصورت پسند نہین کریگا
نتیجہ یہہ نکلا کہ مرد بدصورت تو غیر کفو سے بھی کوئی عورت کر لائیگا۔ ان بیچاریون
کا کیا حشر ہوگا جنکو مساوات کے درجہ کے مردون نے پسند نہین کیا سوا
اسکے اور کیا ہوسکتا ہے کہ عمر بھر بے شوہری مین کاٹین۔ اور ماباپ کی چھاتی
کا بوجھ رہین اور وہ بھی وبال یا کہین غیر کفو مین پھینکدے جائین جس سے
اُنکی شرافت مٹ جائے۔ اور اگر وہان بھی ناپسند ہوئین تو کہین کی بھی نہوئین

خدا اسکے عمر بھر اُس پر روز مادے کے ضبط سے وہ ایذا اُٹھائین جو بیان ہین
کسیطرح نہین آسکتے۔ یا تاب ضبط نہ لاکر خسرۃ الدنیا والآخرہ اپنے ماباپ
اور تمام خاندان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبین۔

اب کہان ہین وہ بی خرد دوست مساۃ کے طرف والے۔ ذری میرے سامنے
آئین آنکھین ملائین کہ یہہ خیرخواہی نسوان ہے یا بدخواہی۔ جب اُنکے خیال
مین ان نتائج تک بھی پہونچنے کی قوت نہین ہے۔ تو اُن طریقون کی اصلاح
مین دور پڑنا کیا یعنی چودہ برس سے مختار عقلا ہے۔

یہانتک صرف بحث حسن صورت کی تھی حسن سیرت کا حال تو کسیطرح معلوم ہی
نہین ہو سکتا۔ بڑے تجربہ کار شیخ یعنی سعدی علیہ الرحمۃ کا قول ہے س
تو ان شناخت بیک روز از شمایل مرد + کہ تا کجاش رسید است پائیگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو + کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم
یہہ حال تو کسیطرح کورٹ شپ سے بھی بڑھکر اگر کوئی درجہ بے شرمی اور بغیرتی کا
اختیار کرلیا جاے تب بھی نہین معلوم ہوسکتا۔ کیونکہ اسوقت کے برتاؤ
اور ہوتے ہین۔ دام مین لانیکے لئے دم دلاسا بھی ضروری ہے خصوصًا
جب ایک طرف سے طبیعت مائل ہوگئی اور پیرخی تو ہمیشہ بعد دام مین لانیکے

شروع ہوتی ہے۔ یا کبھی کوئی وقت پڑا اور اسمین کوئی بات خلاف مرضی ظاہر
ہوئی تب کھلتا ہے۔ کہ یہہ شخص کیسا ہے۔ حکماء ہند کا یہہ قول ہے کہ آدمی
بسے اور سونا کسے سے یہی تجربہ مین بہت ٹھیک ثابت ہوا ہے۔ ہمنے اپنے احباب
مین سے بہت ایسے دیکھے ہین کہ مدت تک بہت بڑے اور سچے دوست
خیال کئیے جاتے تھے۔ جب وقت امتحان کا آیا تب وہ کام کے دوست
نہ نکلے۔ ہنسی کے ساتھی بہت ہو جاتے ہین بگڑی کا ساتھی ہزار مین ایک بھی
نہین نکلتا۔ زن و شو مین بھی اکثر محبت جوانی اور حسن صورت اور خدمت اور
راحت رسانی وغیرہ کے ہوتی ہے۔ اگر عورت جوانی سے ڈھلی یا مرض صاحب
ذرا کمے ہوئے یا روپیہ اور خدمت اور راحت رسانی مین فرق آیا تو اُس
جوش محبت اور تپاک مین بھی فرق آجاتا ہے۔ ممکن ہے مرد کو جو ایسا نہ سمجھا جاتا تھا
دفعتہً کسی دوسری عورت کی طرف لگاؤ ہو جائے جیسا کہ اکثر دیکھنے مین
آیا ہے اور یہہ بھی نہین کہ اُسکی اپنی زوجہ بدصورت یا بدسیرت ہو بلکہ ہر طرح
قابل تعریف اور نیک بخت بھی ہو۔ اور چند بد میلان طبیعت کے لئے بھی یہہ ضرور
نہین ہے کہ وہ دوسری عورت بھی خواہ مخواہ لایق تعریف ہو تو اُسوقت
مرد کا وہ رُخ نہین رہتا۔ اور اسیطرح عورت کو جب کسی وجہ سے دوسرے

مرد کے طرف رجحان ہوجاتا ہے گو شرفاء کے طبقہ میں ایسا کم ہوتا ہے لیکن
بعض عورت کو بھی وہ رغبت اپنے مرد کی طرف جو پہلے تھی نہیں رہتی اور نہ خدمت
بطیب خاطر کرتی ہے بلکہ بکراہت اور مجبوری اور بہت سی ناگہانی واقعات
ایسے ہیں کہ اسکا علم کسیکو بھی پہلے سے نہیں ہو سکتا۔ اور اسیطرح بہت سے
بدمعاش اور لچے بعد شادی کے ایسے سیدھے ہوجاتے دیکھے ہیں جیسے خشکی
میں مار خواہ اسکا باعث اس عورت کا حسن صورت ہو یا حسن سیرت
و اخلاق۔ غرض آیندہ کے حالات سے تو کوئی بھی واقف نہیں ہو سکتا۔
المختصر یہ طریق موجودہ تو قابل ترمیم نہیں ثابت ہوا جسقدر دریافت شرفا میں
دولہن کے حالات کی کرلیجاتی ہے وہ کافی ہے۔ اپنے آپس میں
بیاہ شادی ہوتی ہے وہاں تو اکثر زوج اور زوجہ کے حالات دونو طرف والوں
کو پہلے سے معلوم ہوتے ہیں اور اکثر منگنیاں بچپن میں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اگر اتفاق سے کہیں
باہر ہوتی تب بھی مختلف ذرایع سے کچھ دریافت ہو جاتی ہے۔ دیدہ و دانستہ
کوئی اپنے اولاد کو بھاڑ میں نہیں جھونکتا ہے۔ موجودہ حالات چال چلن و
غیرہ کے دریافت کر لئے جاتے ہیں۔ آیندہ کا فیصلہ خدا اور اسکی لکھی ہوئی
تقدیر پہ چھوڑا جاتا ہے وہ بھی مجبوری اور لاعلاج ہونیکی وجہ سے۔ اسلیے اسمیں

کسی اصلاح کی ضرورت نہین ہے - اس موقع پر یہہ بھی قابل غور ہے کہ
اللہ جلشانہ نے اپنے پاک کلام مین نکاح کی ضرورت کے نسبت جب
یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ قید مین لانیکے لئے نہ مستی نکالنے کے لئے اور یہی حکم کی
ہے یہانتک کہ اگر نکاح کیوقت یہہ خیال نیت مین ہو کہ چند روز کے بعد چھوڑ
دینگے تو نکاح درست نہوگا - پس اس بناہ کے واسطے آیا حسن صورت
کی ضرورت زیادہ ہے یا حسن اخلاق و سیرت کی تو عقل یہی جواب دیتی ہے
اگر دونون ہون تو اور بھی بہتر ورنہ حسن اخلاق کو ترجیح ہے - جمالی خربزہ
اور پھیکا یا اندراین کا پھل ہونا تو کوئی ایسی چیز نہین ہے جو پسند کے قابل ہو
ہان بازاری رنڈی یا کوئی عورت جس سے سواے ناپاک مشغلے اور ساعتی چند
حظ نفس کے کوئی دوسری غرض نہو اُس مین اگر حسن صورت پر قناعت
کیجاے تو ہو سکتا ہے - پھر جب یہہ صورت قایم ہوگی تو حسن سیرت کی تلاش
نکاح کے لئے زیادہ ضروری ٹھہرے گی جس مین تصویر کا دکھانا کافی نہوگا
بلکہ اطاعت شوہری یا شوہر کا اچھا برتاو اور فریقین کی پارسائی وغیرہ کے اوصاف
کی دریافت تلاش باہمی سابقہ کے لئے زیادہ درکار ہوگی - اور یہہ بغیر اصلی سابقہ
مدت دراز کے معلوم نہین ہو سکتا -

اب رہی دوسری بحث تعدد ازواج کی اسمین کوئی بحث فریق مخالف کے
طرف سے قابل جواب و التفات اگرچہ پیش نہین ہوئی ہے جس آیت
فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کے
معکوس معنی بیان کئے گئے ہین۔ وہ بھی اسطور پر کہ شاید اُسکے معنی یہہ ہونگے۔
یہہ ایسی تقریر ہے جو بجز ثبوت کی دلیل ہے۔ یعنی مدعی خود اپنے دعوی کے
ثبوت مین عاجز ہے اور صرف اس قیاس پر ایک سرے سے تعدد ازواج
کے مرتکبین کو مرتکب حرام کا قرار دینا جسمین اجل صحابہ و آئمہ اہلبیت طہار
اور خود جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین ایک ایسی مُنہ
زوری ہے جسکا جواب اگر وقت ہوتا تو سوائے اُس شمشیر کے جسکا مارا ہوا
بہشتی ہوتا ہے کچھ اور نہ دیا جاتا۔ نعوذ باللہ من ذلک کسی مسلمان کا یہہ اعتقاد
تو ہو نہین سکتا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاص تعلیم کتاب اور حکمت
کے لیئے کتاب اللہ کے طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُنہون نے یہہ معنی
نہین سمجھے تھے یا خدا کے طرف سے نہین سمجھائے گئے تھے۔ یا سمجھے بھی تھے
اور سمجھائے بھی گئے تھے۔ لیکن خیانت فرمائے نعوذ باللہ من ذلک۔
اگر یہہ کسیکا اعتقاد ہو تو وہ خارج از امت و اسلام ہوگا۔ اسکو خود قرآن سے

استدلال کی کیا ضرورت ہے۔ جب وہ فہم معنی تبلیغ رسالت مین ایسا کافرانہ خیال رکھتا ہے تو قران کو منزل من اللہ اور اُسکے الفاظ کو تحریف سے محفوظ کیونکر خیال کر سکتا ہے۔ جو اسناد کے قابل سمجھیگا۔ ہم مسلمانونکے لئے عملی اُسی معنی کا ثبوت جسکو ہمارے علماء کرام نے اسوقت تک بیان فرمایا ہے کافی ہے اور اُسکا بہت بڑا ثبوت یہہ ہے کہ عمل اُسکا خود اُس مطہر ذات رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز خاص خادم و شاگردان فرزندان رشید گروہ صحابہؓ و ائمہ اطہار اہلبیت نبوی کا مختار ہی تھا۔ یہہ ممکن نہین کہ حکم کا منشاء کچھ ہو اور تعمیل ایسے نفوس قدسی سے کہ جنکا ہر فعل اسلام کے لئے سند ہے اُسکے خلاف ہو۔ اُسکے خلاف اگر کوئی خرافات واہی تباہی بکے تو بکا کرے ؎

ایسے سودائی بہت بکتے ہین ہوتا کیا ہے ؎ مہ فشاند نور و سگ عوعو کند ✤ ہر کسی بر خلقت خود می تند ✤ چون نہ بگذارد سگ آن بانگ سقم ✤ من مہم سیران خود را کے ہلم ✤ وہ دوسری آیت لَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ کو پیش کرکے جو بحث کیجاتی ہے یہہ اور بھی سمجھ پر پتھر پڑے ہین یعنی بحث یہہ کیجاتی ہے کہ لَنْ کلمہ تاکید نفی کا ہے تو پھر جب عدل خارج از امکان ہے باوجود کوشش کے بھی تو آیت سابق سے جو حکم چار نکاح تک نکالا جاتا ہے بحکم إِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ کالعدم ہوگیا۔ پس یہہ بالبساط

اور تبلیغ علم مخالفین کا۔ یہہ توجیہہ دو علت سے خالی نہیں ہے یا تو درحقیقت بڑی کم فہمی ہے۔ یا دیدہ و دانستہ اس سبب سے بخوف ہو سکے کہ یہہ تحریر حد کفر تک پہونچیگی معنی بدلے جاتے ہین جسکی دلیل یہہ ہے کہ آگے کی عبارت چھوڑ دی گئی صرف لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو پیش کیا جاتا ہے اب آگے عبارت بھی سنئیے فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ اب پورے معنی سُنئیے۔ تم ہرگز قادر نہو سکو گے اسپر کہ عدل کرو درمیان عورتون کے اگرچہ تم ہمیشہ خواہ عدل کی بھی کرو۔ پس تمکو یہہ بھی نہین چاہئیے کہ کل رغبت سے ایک طرف راغب ہو جاؤ۔ اور اُسے یعنی دوسری کو چھوڑ دو ادھر مین۔ اس آیت مین اللہ جلشانہ نے اپنے اُس پہلے حکم عدل کی تشریح فرمادی ہے اور حد مقرر کردی۔ اس سے پہلے عدل کے معنی کھلے نہ تھے۔ تمام تعمیل کرنیوالے مشکل مین پڑ گئے تھے کہ عدل کے معنی برابر رکھنے کے ہین۔ کھانے مین کپڑے مین راتون کی تقسیم مین تو ہم عدل کرتے ہین اور یہہ عدل ممکن بھی ہے لیکن محبت قلبی اور پیار مین اور جوش اور خواہش مین کہ یہہ محبت کا لازمہ ہے اپنا اختیار نہین ہے۔ پھر معلوم نہین کہ حق عدل کا ہم سے ادا ہوتا ہے یا کیا۔ یہانتک کہ خود حضورؐ نے فرمایا ہے کہ الٰہی مین اپنی ازواج مین

عدل کرتا ہون جہانتک میرے اختیار مین ہے - مگر مجھسے اُس امر کا باز

پرس نفرمانا جس مین میرا اختیار نہین ہے - اسکے معنی یہہ ہین کہ جناب عائشہ

رضی اللہ عنہا آپکے تمام ازواج مطہرات مین زیادہ تر محبوبہ تھین - اسلئے اللہ جلشانہ

نے یہہ طریقہ عدل کا تعلیم فرمایا کہ اگرچہ تم کوشش بھی کروگے کہ ہم اپنی عورتون

مین عدل کرینگے - مگر ہرگز نکرسکوگے - پس ایسا بھی نکرو کہ ایک ہی طرف

مائل ہوجاؤ - اور دوسری کو ادھر مین مُعلّق چھوڑ دو - اسکے معنی یہہ ہوے

کہ جو عدل امکان بشری مین ہے اور تم کرسکتے ہو وہ کرو - اگر اسمین بھی

کوتاہی ہوگی تو وہ عدل نہوگا - اور یہی مختار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی

تھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ اہلبیت علیہم السلام کا بھی -

جو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؎ راست خواہی ہزار چشم چنان ؎ کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

اسکے سوا عقلی دلیل اور مشاہدہ بھی اس امر کی گواہی دے رہا ہے کہ عورتون کی

تولید مین تعداد عورات کی مردون سے بہت زاید ہے ہر گھر مین دیکھو تو

مین جتنی بیوہ عورتین یا کنواری لڑکیان بیٹھی ہوئی ملینگی اتنے مرد بے عورتون

کے نہین ملینگے - اور پھر اُسیطرح یہہ ہے کہ فسق و فجور نے تو امر کو چار سے

کبھی مہیجا در کر دیا ہے - دس دس بیس بیس یہانتک کہ صدہا کی نوبت پہونچگئی
ہے - اور پھر بھی اگر حساب سے دیکھا جائے تو عورتین بہت زیادہ بیٹھی ہوئی
ملینگی - اسکے علاوہ ملکی لڑائیو اور جہادون مین فریقین سے لاکھون مردون
کا کشت و خون ہمیشہ سے ہوتا چلا آتا ہے - اسمین کا ہزاروان حصہ بھی
عورتین نہین ماری جاتین - ابھی ابھی یونان اور سلطان سے جو معرکے
ہوئے یا سرحدی باغی جرگون سے برٹش گورنمنٹ کا مقابلہ ہوا ہے -
اسمین کئی لاکھ مرد کھیت رہے ہین - اور اُنکی عورتین کتنی بیوہ ہوئی ہین
ان سب باتون سے صاف ظاہر ہے کہ ہمیشہ عورات تعداد مین مردونسے
بہت زیادہ سمجھی جاتی ہین - اگر تعدد ازدواج کو جایز نہ رکھا جاتا تو ہندونکی
طرح عمر کا سستی ہو جانیکا حکم دیا جاتا - پس لامحالہ تعدد ازدواج ایک ضروری
مسئلہ شرعی بھی تسلیم کرنا پڑیگا -
دیکھئے تمام دنیا کی قومون مین اسکی فریاد اور دوہائی کی نوبت نہین آئی
ہے کہ عورات زیادہ ہین جنکو مرد نہین ملتے ہین اور یہہ کثرت فی الحقیقت
کہین نہین ہے جو لندن وغیرہ مین ہے - جہان تعدد ازواج ممنوع
ہوا ہے یا کسیقدر شرفا سے اہل اسلام مین بھی اب اسکا چرچا ہو چلا ہے

کہ بیوا ؤنکا نکاح ہونا چاہئے اسکی وجہ یہی ہے کہ انہون نے اپنی
شریعت کو چھوڑکر شرفائے ہنود کا ڈہنگ اختیار کیا ہے۔ اور شرفائے
ہنود میں بھی جبتک رسم ستی ہونیکی جاری تھی کوئی شکایت نہ تھی اب کہ
یہہ موقوف ہوگئی ہے۔ انکے ان بھی بیوا ؤن کی کثرت ہوگئی ہے اور روز
افزون ہے۔ غرض نقلاً و عقلاً کسیطرح تعدد ازدواج کا ناجایز ثابت نہین ہوسکتا
اگلی شریعتون مین بھی جایز تھا۔ چنانچہ حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام
کی ننانوے بیبیان تو قرآن مجید سے مع اوریا کی زوجہ کے معلوم ہوتی ہین۔ اور
حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس سے بھی زیادہ مشہور ہین۔

دوم اللہ جلشانہ نے مومنین کے لئے تقوی اور صلاح کو پسند فرمایا ہے اسلئے
انکو منہیات شرعیہ سے بچانا بھی ضرور تھا۔ اور انکے لئے ایسے حکم کی ضرورت تھی
جسمین توسیع نسل حلال بھی ہو اور صیانت حرام سے بھی کیونکہ یہہ ظاہر ہے
کہ علی العموم تمام عورات ہر ماہ مین تین یوم سے دس یوم تک معمولاً ممنوع
المباشرت رہتے ہین۔ دیکھو آیہ کریمہ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ
اور پھر ایام حمل اور وضع حمل اور رضاعت مین بھی کئی مہینون تک بیکار
رہتی ہین اس زمانہ مین مرد کو بیکار رکھنا ایک تو مخل توسیع نسل دوم مخل

صحت سوم اسکا احتمال کہ اگر نہ ضبط کر سکے تو مرتکب معصیت کا ہو جائیگا
اسلیئے اُس حکیم مطلق نے تعدد ازدواج کو جایز اور چار تک محدود فرما دیا
جسمین نہ افراط ہے نہ تفریط ہے فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ
آب رہی یہہ بحث جو عورتون کو مردون کے پہلو مین برابر بٹھانے والے پیش
کرتے ہین کہ پھر عورتون کو کیون نہ اجازت ہو۔ اسکو ہم پہلے کئی جگہہ بیان
کر آئے ہین کہ اولاد مومنین کو صحیح النسب ہونا ضرور ہے اسلیئے زنا کی سخت
حد رکھی گئی ہے اور محصنہ کی اور بھی اور نکاح مین قید مین لانیکی شرط رکھی گئی ہے۔
اور طلاق کے بعد عدت تین حیض اور شوہر کے مرجانیکے بعد چار ماہ دس روز
کی۔ پس جب یہہ احتیاط حفظ نسب مین رکھی گئی ہے تو عورت کو چار نکاح کی
اجازت کیا معنی۔ کیونکہ جب نکاح کے بعد عورت پر محصنہ یعنی قید مین لائی گئی
یا طلاق ہو چکا تب پھر وہ آزاد نہین ہے کہ دوسرا نکاح کر سکے۔ اور جب اُسکے
شوہر کو اُسپر پورا اختیار بروئے احکام الٰہی فامسکوھن فی البیوت حتی
یتوفٰھن الموت کا حاصل ہو چکا ہے تو دیکھو کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ دوسرے
کے بھی ویسی وہ محکوم ہو سکے یہہ سبب اختصاص کیون کیا گیا ہے اسلیئے کہ
خداوند عالم نے اشرف المخلوقات انسان کو پیدا کیا اور اُس شرافت کی

بھی مومنین اور مومنات سے ہونے والی تھی کیونکہ منجملہ نعماے الٰہی یہہ
بھی ایک بڑی نعمت تھی اسلئے اس قید سے حکم دیا گیا بازاری رنڈیان
آوارہ عورتون مین جہان اسکی قید نہین ہے دیکھئے اُنکی اولاد کب
شریف سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ وہ جس لقب کے مستوجب ہین اُسکو کریہہ
سمجھکر مبہم کیا گیا ہے اب مال زادی کہی جاتی ہین گو گردش زمانہ دولت
کی وجہ سے اُسے کسی بلند سطح پر پہونچادے۔ باقی مدارج جہیز و مہر وغیرہ کچھ
قابل بحث نہین ہین لہذا خامہ فرسائی کی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔

حصہ پنجم معاشرت

باہمی معاشرت زوجین مین ہمکو کوئی بحث کی ضرورت نہین ہے۔ یہہ سب
اخلاق سے متعلق ہے۔ اور زیادہ اس مین زوجہ کے حسن اخلاق اور
اطاعت شوہر کو دخل ہے کیونکہ زوجہ کو یہہ سمجھنا چاہئے کہ مین اپنے
گھر سے تو بے تعلق ہو چکی۔ جہان میرے ماں باپ بھائی میرے ہر قسم کے
ناز بیجا اُٹھاتے تھے اب مین جس شخص کے حوالہ ہوئی ہون اُسکے گھر مین
مجھے اس طور پر رہنا چاہئے کہ سب مجھے سر آنکھون پر بٹھاتے ہین۔ اور یہہ گھر بھی
آباد رہے۔ اور آبادی کسی گھر کی اور کسی قوم کسی ملک کی کیون نہو بحالت نفاق

قایم نہین رہ سکتی - مین اس گھر مین اسیواسطے آئی ہون کہ یہہ گھر آباد رہے
کیونکہ مرد کی شادی عرف عام مین خانہ آبادی بھی کہلاتی ہے - پس مجھے کیا کرنا
چاہئیے - اور یہہ خیال ہر لڑکی کو قبل شادی کے بھی پیش نظر رکھنا چاہئیے - اور
جسوقت سے ہوش سنبھالے اُسیوقت سے اسپر غور کرے - اور اپنے باپ
اور ما کے برتاؤ باہمی کو دیکھا کرے - کہ فلان بات کیسی ہوئی جس سے فساد ہوا
اور فلان امر کے کرنے سے دادی پھوپھی چچی سب انان ہو ان سے خوش
ہوئین - پس جس مین کچھ برائی دیکھے اُسکے ترک کا ملے ہی سے عہد کرلے - کہ
مین ہرگز ایسا نکرونگی - جب اسطرح اپنے خیال مین وہ پختہ ہوگی تو اُسکو خود اُسکی
عقل راہبر ہوگی کہ غیر گھر مین آکر غصہ - خودسری - خودرائے - سرکشی - زبان درازی
حسد - بغض - نفاق - سب داخل حماقت ہے اور ان افعال کا نتیجہ یہہ نکلیگا کہ
مین سب کی دشمن ہونگی - اور سب میری گھات مین رہینگی - میری چغلی برابر
شوہر سے کھائی جائیگی - یہہ سب اُنکے ہین مین ایک شخص غیر - کیونکر بحالت
مین بسر کرسکون گی - جہان مجھے اطاعت شوہری خدا اور اُسکے رسول کے حکم
سے فرض ہے - وہان شوہری رضامندی اور نیز اپنے بچاؤ کے لئے انکی اطاعت
اور رضامندی بھی مصلحتاً فرض ہے - ورنہ یہہ گلدستہ یعنی بسا بسایا گھر بکھر جائیگا

یا مین ہی دودھ کی مکھی کیطرح جدا پھینک دی جاؤنگی۔ بس یہہ سمجھکر بیجا اور بیجا
سب کی حکومتین اپنے اوپر اُٹھا لے اور اپنے آپ کو کچھ دنون کے لئے گھورا
بنا لے گو اس مین کسیقدر یا حد سے زیادہ کوفت یا سوخت ہو اجب بھی بموجب
بہت گئی گذرے تو چراغ کے حال پر اپنا حال قیاس کر لے۔ کہ جب یہہ جلتا ہے تو
گھر مین روشنی ہوتی ہے۔ اگر یہہ جلنا نہ قبول کرے تو گھر کو روشن نہین کر سکتا۔ اور
اپنے جی مین ہرگز یہہ خیال نکرے کہ شوہر کو مین نے اپنے حسن و جمال سے یا حسن خدمت
سے اپنا مطیع کر لیا ہے۔ اگر مین چاہون تو ابھی سب کو چھوڑ کر مجھے لیکر الگ
ہو جا سکتے ہین۔ اسمین بڑی قباحت تو یہی ہے کہ شوہر صاحب اگر کہین
دوسرے بکھیڑے مین پھنسے تو پھر یہان تنہا اپنے نصیبون پر رونیکے
سوا کچھ بھی نہین ہے۔ اور اگر نہ پھنسینگے تب بھی تمام کنبے کے لوگ جو
ہر وقت لگائی بجھائی کرتے رہینگے کبھی تک موثر نہوگی۔ اور یہہ بھی کچھ
بعید نہین ہے کہ کہین پھنسا نیکی بھی فکر کیجائے عورت پر بد چلنی وغیرہ کا اتہام
رکھا جائے۔ جسکا نتیجہ بہت ہی برا ہو۔ لہذا اُسکی مصلحت اسی مین ہے کہ تحمل
بے انتہا ہر بات مین اختیار کرے اور سب کی اطاعت کرتی چلی جائے۔ اور
کبھی شوہر سے اُسکے گھر والونکی شکایت نکرے۔ اور نہ کبھی اُسکے خود کے افعال کی

اگر اتنا ضبط عورت کر جائے تو مین حتمی طور پر کہہ سکتا ہون کہ تمام شوہر کی خاندان بھر و
چند ہی روز مین مثل جان کے عزیز ہو جائیگی۔ اور ہر شخص اسکے علم و [illegible]
اسوقت مین بھی اسی حد پر کسے قایم رہنا چاہیے۔ جسمین اب کچھ تکلیف [illegible]
بلکہ سب اسکا دل اپنے ہاتھون مین لیے رہینگے۔ تھوڑے سے [illegible]
نفع ہمیشہ اچھا دیکھا گیا ہے۔ اور غصہ اور حرص اور حسد اور زبان درازی اور غیبت
وغیرہ مین ہمیشہ ضرر اور نقصان اور سب کی نظرون سے گر جانیکے سوا اور کچھ حاصل نہین
باقی امر مین جو نصائح صاحب رسالہ نسوان نے تفصیلی طور پر کئے ہین درج ہین
مرد کو اپنی زوجہ کے ساتھ نیک سلوک اس حد تک رکھنا چاہیے کہ وہ مرد کے
خلاف مرضی کسی کام کے کر بیٹھنے پر دلیر نہونے پائے۔ پہلے ہی اس سے
اسطرح کا برتاؤ رکھنا چاہیے۔ کہ گو سختی نہو لیکن رعب داب اسطور کا اسپر
چھا جائے کہ اسکو بغیر اجازت کہین جانے یا کسی غیر خاندان سے ملنے کی
جرأت نہو۔ جھروکون سے کھڑکیون سے جھانکنا کوٹھے پر ایسی جگہہ جہان قناتی
دیوار پردہ کی کافی نہو دنکو جانا قطعاً روکا جائے۔ کیونکہ یون بتدریج یہی
بری عادتین بڑھتی ہین۔ اور آخر کو اس حد سے متجاوز ہو جاتی ہین جو پردہ
اور عفت کے بچاؤ کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ ہر سعید اور شریف مرد کو اپنی

والدہ کے ساتھہ تو نہایت ہی خدمت گزاری کا برتاو عموماً ہوتا ہی ہے لیکن
شادی ہونیکے بعد اُسکو اور بھی اطاعت اور فرمانبرداری اپنی والدہ اور بڑے
بھائیونکی اور چھوٹے بھائی اور بہن کے ساتھہ ہمیشہ سے زیادہ محبت ظاہر
کرنی چاہئیے۔ اور پہلیشہ قبل اسکی کہ بیوی صاحبہ سے کسی باہمی نزاکت کی جیسی ساس
بہو۔ نندون۔ بھاوجون۔ اور دیورانی۔ جیٹھانی مین معمولاً ہوا کرتی ہے
نوبت آئے۔ اپنی عورت پر اپنے برتاؤ سے یہہ ثابت کر دینا چاہئیے کہ گویا ہم
یہہ سب اور ہم ان مین سے کسی سے بھی جدا نہین ہوسکتے۔ اس طریقہ کی
اثبات سے فائدہ یہہ نکلیگا کہ بیوی صاحبہ کو جرأت انسے مقابلہ اور توہین
مین کی نہوگی۔ بلکہ ہروقت یہہ خیال رہیگا کہ انسے اگر کچھہ بھی بگاڑ ہوا تو میرا
شوہر مجھہ سے ناراض ہو جائیگا۔ اور یہہ دباؤ اکثر اُنکو بیجا اور بیجا ہر قسم کے تحمل پر
مجبور کریگا۔ اسکی ترکیب یہہ ہے کہ کبھی بھولے سے انہین سے کسیکی شکایت زوجہ
کے سامنے نکیجائے۔ بلکہ شفقت اور محبت کا اظہار اپنے ساتھہ اور اپنی اطاعت
کا انکے ساتھہ ہمیشہ موقع موقع سے کرتا رہے۔ اور بقول۔ گفتہ آید در حدیث
دیگران۔ اگر کسی دوسرے پر ڈھالکر بھی اس امر سے سخت۔
ناپسندیدگی ظاہر کیجائے کہ بعضے مرد کمبخت ایسے ہوتے ہین کہ شادی ہوتے ہی

ماں باپ بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر عقل کی رو سے دیکھا جائے تو ہمیشہ
جو چیز آسانی سے خواہ تھوڑی خرچ سے مل سکتی ہے اسکی نسبت دشواریاب چیز جو مشکل
اور بہت خرچ سے مل سکتی ہے زیادہ حفاظت سے اور عزیز رکھنے کے قابل ہے۔ علی ہذا جس چیز
کا بدل کسیطرح چاہے تمام دنیا کی خاک چھانی جائے۔ لاکھوں کروڑوں روپیہ کا
خرچ بھی گوارا کیا جائے ممکن نہو۔ وہ سب سے زیادہ عزت کے قابل ہے مثلاً
جان یا آبرو وغیرہ۔ جو شخص اتنا سمجھ سکتا ہے وہ ضرور اس امر کو بھی تسلیم کریگا کہ ماں باپ
حقیقی بھائی بہن بھی ایسی ہی چیزیں ہیں جنکا بدل نہیں مل سکتا۔ بڑی نادانی کی
بات ہے کہ جورو کے پیچھے مرد ان سب کو چھوڑ دے۔ خصوصاً ماں کو جسنے ایک
مدت تک پیٹ میں رکھنے کا۔ اور تکلیف اور درد زہ کا کسی خدمت وغیرہ کرنے سے
گو وہ کسی انتہا درجہ کی حد تک کیوں نہ کیجائے اولاد سے ادا ہی نہیں ہو سکتا۔
والدین کا درجہ یہ ہے کہ انکی رضامندی سے خدا رضامند ہے۔ انہیں کے
قدم کے نیچے جنت ہے۔ انکی ناراضی سے خدا ناراض ہے۔ اور سوائے دوزخ
کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ اگر کسی وقت سسر بھی وہ نصیحت شکایت کرے اور وہ شکایت
عین درست اور حق بجانب ہو تو فہمائش کے طور پر صبر کی نصیحت کرے۔ کہ اگر وہ ہمکو
بھی ایسا ہی سخت کلمات سے سرفراز فرماتیں یا بقصور خفیاں مارتیں تو ایسے موقع پر

ہمکو سوا سر جھکا دینے کے کیا چارہ تھا۔ اور یہی سعادتمندی ہمکو دنیا مین سعید بناتی اور عاقبت مین باعث نجات ہوتی۔

اور اگر فرض کرو کسیطرح بیوی صاحب کی شکایت ہو تو اپنی پیاری چھوٹی بہنون کو سمجھا کر چپ کر دو کہ تم بیٹیا ہو۔ اگر ایک امر مین تجپر غصہ کرون تو تمکو خواہ مخواہ بھی برداشت کرنا ہوگا۔ بس اسوقت بھی صبر کرو۔ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہاری بھائی اور بھاوج مین رنج ہو۔ اگرچہ اسوقت تمہاری رنجش تمکو اسکے پسند پر آمادہ کریگی۔ لیکن یہہ تو سوچو کہ اسمین آیا تمہارے بھائی کا گھر آباد ہوگا یا خراب اسیرہی مین انکو سمجھا دونگا۔ اور بڑونکی شکایت پر ایک دو مرتبہ تو کچھ جواب ہی نہ دے کہ ادب اور حیا کے خلاف ہے۔ اور اندر اندر قصور دریافت کرتا رہے اگر قصور منجانب زوجہ ہو تو اسکو پہلے آہستگی سے روکے اگر پھر آئندہ ایسا ہو تو چشم نمائی کرے اور اپنی سخت ناراضی ظاہر کرے۔ اگر قصور دوسری جانب ہو تو ٹال جاوے جب اصرار ہو تو بصد آہستگی سے جواب دے کہ جب آپ ہمارے حاکم ہین تو انکے بھی ہین سب جا بیجا اُنہین اٹھانا چاہئے۔ بہنا ایک تو جو مقابلہ کیا جاتا ہے مجھے جو حکم ہو تعمیل کرون جیسے آپکی پہلے مرضی تھی میں اُسی پر راضی ہوگیا اب بھی مین اسی پر راضی ہون۔ یہہ ایسا جواب ہے کہ بدمزاج بھی تب بھی ایسا شریف خاندان کی ساس بہو کو بالکل چھوڑنیکی رائے نہ دیگی۔ ناچار سکوت کریگی۔

غرض سوا ان دو نو سخت مرحلون کے کہ ایک متعلق عفت ہے اور دوسرا متعلق حفاظت

نفاق جو بالآخر باعث تباہی خاندان ہوتا ہے۔ اور کسی امر مین سخت تعرض نکرے۔ جو کچھ خرچ خانہ داری کا بطور معین یا غیر معین انکے سپرد کرے۔ اُسمین خردہ گیری اور سخت گیری یا حساب کا لینا کچھ ضرور نہین ہے۔ صرف اسراف وغیرہ کا نگران بالائی طور پر تو رہے۔ اور بحالت اسراف یا بد انتظامی خانہ داری تعلیم کے طور پر اصلاح کرے۔ اور سلیقہ خانہ داری سکھاوے۔ حُسن سلوک عورات کے ساتھ ایک بہت عمدہ چیز ہے لیکن اُسکے حدود یہی ہین یا اسکے قریب قریب اس سے زیادہ ہے اور اپنے آپکو اور عورت کو اور تمام گھر کو خراب کرنا ہے۔ راحت رسانی اور اچھا کھلانا اچھا پہنانا اور ہمیشہ کشادہ پیشانی سے عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرنا اُسکی دل دہی بشرطیکہ حدود مذکرہ بالا سے متجاوز نہو کسیطرح جائز نہین ہے۔ اسکا خوب خیال رکھے کہ کسیطرح خرچ وغیرہ کیطرف سے اُسکو تنگی نہو۔

آخر مین میری یہہ دعا ہے کہ خدا جملہ مسلمان بھائیون کو اور جملہ مسلمان بیبیون کو ایسی توفیق دے کہ آپسمین حسن سلوک کے ساتھ نباہ کرتے رہین۔ اور طرق اور عقاید اسلامی پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً صحابہ اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم و سلام اللہ علیہم تک اور پھر سلسلہ بسلسلہ ذریعہ علماء کرام ہم تک

ہوتے ہیں ہمکو استقامت اور حسن خاتمت نصیب فرمائے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قُلُوْبِنَا بِذِکْرِکَ وَارْزُقْنَا

طَاعَتَکَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِکَ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَمَلًا

بِکِتَابِکَ اٰمِیْنَ

آمین

تمت

صحت نامہ رسالہ انصاف

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	۱	ان احتشمۃ جھوٹو لفا	ان آن لفا جھوٹو تشنیع	۱۶	۵	ڈیہا کھم	ڈیہا کیم
۳	۱۰	ٹھوک	ٹھونک	۱۹	۴	مقصود جو	مقصود تھا جو
۴	۵	سہل ہست	سہل	۱۹	۷	ضخم	ضخیم
۵	۵	یہ	پہ	۲۰	۲	بھی	یہی
۶	۱۰	عفت	عفت کے	۲۰	۴	سمن	جنمین
۷	۳	خالہزاد یا	خالہزاد بھون یا	۲۰	۱۰	ون کتب	ان کتب
۷	۱۰	جرت	جرأت	۲۲	۹	آرہا ہو تو آپ	آرہا ہو آپ
۷	۱۲	"	جرأت	۲۳	۱۵	احلوف	اختلاف
۹	۱۵	لڑکیوں	لڑکوں کے	۲۴	۱۰	اجتماع	اجماع
۱۰	۳	او بنگی	آئینگی	۲۵	۴	تابعین کی گئی	تابعین سے کی گئی
۱۰	۵	مضامین انکے	مضامین اور انکے	۲۵	۱۲	بنانے سے صرف بقدر	بنانے سے بقدر
۱۰	۱۵	شیطانی ہے	شیطانی ہو سکتی ہے	۲۵	۱۴	جلنے کا	چلنے کا
۱۱	۱۴	اگرچہ	اگرچہ	۲۸	۱۳	جھا	جتھا
۱۲	۳	لوح محفوظ میں ہے	لوح محفوظ میں ہے	۲۸	۱۳	اور طرہ	اسیر طرہ
۱۲	۳	دے رہی	دے رہی ہے	۲۹	۳	مرخرفات	مزخرفات
۱۲	۱۱	صامن	ضامن	۲۹	۱۰	عام وتمام فہم	و عام فہم
۱۳	۱۱	سمند تجبر نازل کیا	تحجیر نازل کیا گیا ہے	۳۰	۸	آیہ تردید	آپ تردید
۱۵	۷	معافی	معانی	۳۰	۱۵	بھی جا ینگی	سمجھی جائیگی

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۴۱	۴	پھلے	بھلے	۵۴	۸	پھنگن	بھنگن
۴۲	۸	ایک نوع	ایک نوع	۵۴	۱۲	زجہ	زجہ
۴۴	۵	صالحین	صالحین	۵۴	۱۵	زنگی	زچگی
۴۵	۶	جُب [illegible]	جب مدت	۵۵	۳	بدنیوعد بیہ کہ	بدنیوعد کہ یہ
۴۶	۶	ماخود	ماخوذ	۵۵	۵	بکھے	انکی
"	۹	است	امت	۵۵	۷	.	زجہ
۳۹	۲	امجھے	اسے	۵۷	۱۰	وَالبَضربنَ بخُمرِھِنَّ	وَلیَضرِبنَ بِخُمُرِھِنَّ
۳۹	۱۰	بہی	بھی	۵۸	۱	بَنِيٓ اِخوٰتِھِنَّ	بَنِيٓ اِخوٰتِھِنَّ
۴۲	۱۲	لاہرہ	طاہرہ	۵۹	۴	انکا	اسکا
۴۳	۷	اور	اور دینی دنیوی	"	۱۴	سنلعینی	سن لعینی
۴۴	۳	.	شعر	۶۰	۸	آسانی	آسانی ہے
۴۴	۴	کتاب	کتابی	۶۲	۱۰	بھی	بہی
۴۵	۱۰	اُڑسے	آڑسے	۶۲	۱۱	نہ نکلین نہ نجیبن	نہ نکلین
۴۶	۴	متخنفہ	منخنقہ	۶۳	۳	چشم سر	چشم وسر
۴۸	۶	کریگی	کریگی	"	۶		وَالبَنُونَ
۵۱	۸	مضمون سبین	مضمون کو اسمین	"	۷	طیبہ	طَیِّبَہ
۵۲	۲	بنای	بنیاہی	۶۴	۱	دنیاکے	تو دنیاکے
۵۳	۱۴	جاننے مجھی	جاننے والے ہی	۶۶	۱	مقربہ	مقرر
۵۴	۱۴	اسکے	آپکے	۶۶	۱۰	جبرات	جبرائت

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۶۷	۱۲	فرمائی	فرمایا	۸۷	۵	یُوَاخَذُ	یُوَاخَذُ
۶۸	۱	گھٹنوں	گھٹنوں	″	۶	وَلَاکِنْ	وَلَاکِنْ یُّؤ
۶۸	۳	رکھنی	رکھنے	″	۱۰	پہر ابھی	پہر بھی
″	۴	مرد کے لیے بنائی	مرد کے لیے بھی بنائی	۸۸	۷	بھی	ہی
″	۱۰	ہی	بھی	″	۱۵	پہرو	پہرو
″	۱۰	بگاڑ	بگاڑ سے	۸۹	۳		یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْر
۶۹	۶	زِیْنَتِھِنَّ	زِیْنَتِھِنَّ	۹۰	۱۴		بال
″	۱۲	گھٹنوں	گٹنوں	۹۱	۴	فِی الدِّیْنِ	فِی الَّذِیْنِ
۷۰	۴	ممنون	ممنوع	″	۱۱	آ ے	اے
۷۱	۶	جس سے	حسن سے	۹۳	۱۱	بُیُوْتِھِنَّ	بُیُوْتِھِنَّ
″	۷	پیرزال	پیرزال	″	۱۴	صلوا	صلوٰۃ
″	۱۲	حسن کے	اندرونی حسن کے	۹۴	۴	مخدع	مخدع
۷۳	۱۰	یعنے ظاہر	یعنے ظاہر	۹۶	۱	بُیُوْتِھِنَّ	بُیُوْتِھِنَّ
۷۵	۴	زبانی	زبانی	۹۸	۱۴	کے	کے سے
۷۹	۹	اور	٠	۱۰۰	۱۲	یہی	نہی
۸۳	۸	اور	یعنے	۱۰۱	۳	صابر	صالح
۸۵	۱۵		وَالْمُنْخَنِقَۃُ	″	۸	اور	البتہ
۸۶	۳	علم فہم	علم و فہم	۱۰۲	۹	صورہ سرہ	صورۃ سیرۃ
″	۶	٠	یعنے	۱۰۴	۵		اراذل

صحیح	غلط	تعداد سطر	نشان صفحہ	صحیح	غلط	تعداد سطر	نشان صفحہ
٨	٧	٦	٥	٤	٣	٢	١
اکثر	اگر	١٣	١٢١	ہیں	ہے	٣	١٠٥
کسی	ایسا	١٢	١٢٣	لڑکی کی	لڑکے کی	"	"
دل شکنی	دل سکنی	٨	١٢٤	پھینکدیجئیں	پھینکدیے جاتیں	١٣	"
				عورت کا	عورت کے	٦	١٠٥
				نعرہ	وغیرہ	١١	١٠٦
				زوجہ	روحہ	١٠	١٠٨
				ہوسکتے	ہوسکتا	١٥	١٠٩
				فرمائی	فرماے	١٣	١١٠
				من ھہم	من بہم	١٠	١١١
				مبلغ	مبتلیغ	١	١١٢
				لڑائیوں	لڑائیو	٣٠	١١٣
				کمیت	کھیت	٧	١١٤
				رہتی ہیں	رہتے ہیں	١٣	١١٥
				زادے کہے جاتے ہیں	زادی کہی جاتی ہیں	٥	١١٧
				زوجیں	روجہیں	٩	"
				وہ	و	١	١٢٠
				یونہی قصہ رفتہ بر کی	یونہی قصہ رفتہ ہی	١٣	١٢٠
				مردکا	مردکو	١٥	"
				یگانہ ہو	یگانہ ہو	٢	١٢١